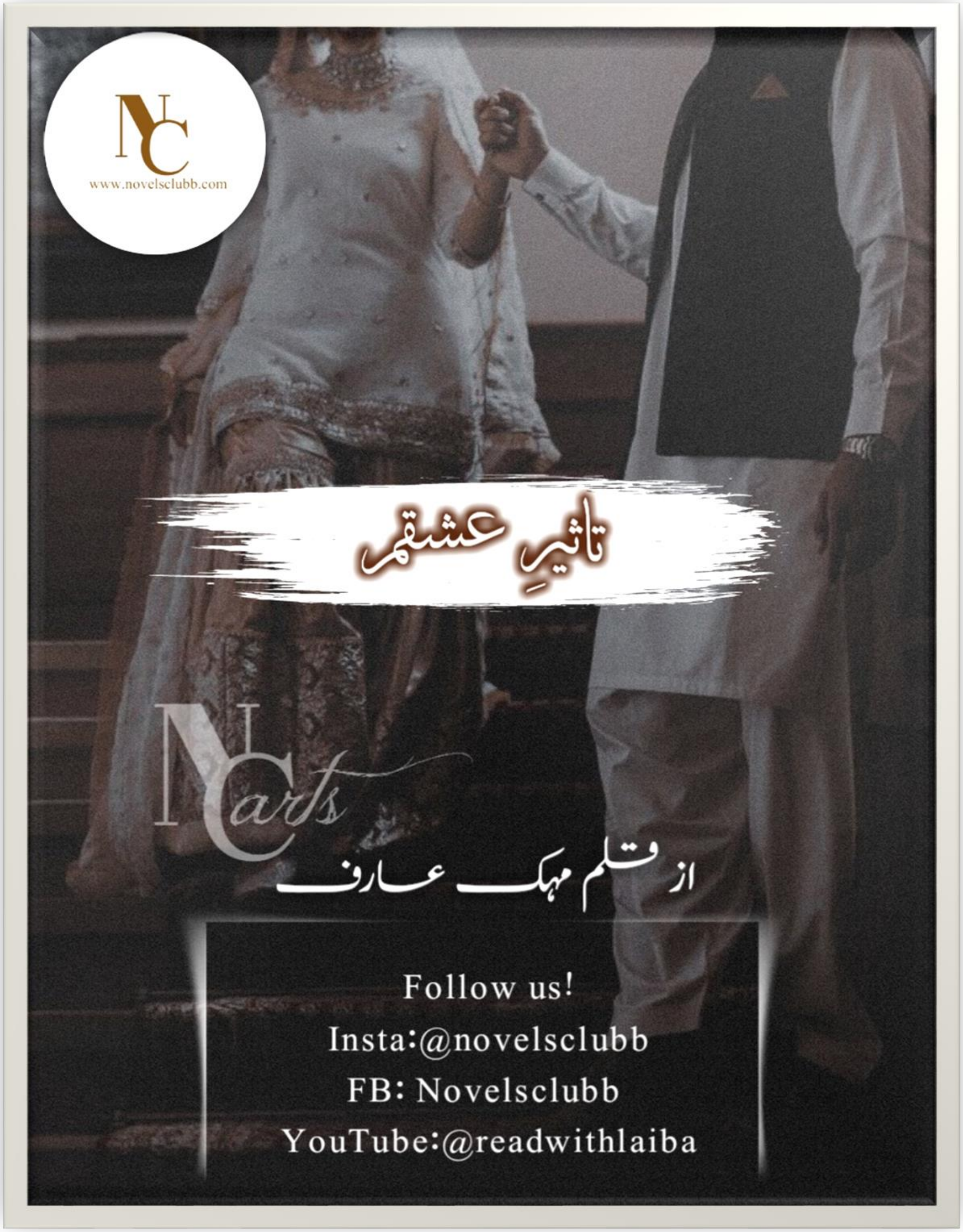
www.novelsclubb.com
تاثیرِ عشقم
از قلم مہک عارف
Follow us!
Insta:@novelsclubb
FB: Novelsclubb
YouTube:@readwithlaiba

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

تاثیرِ عشقم

از قلم

مہک عارف

www.novelsclubb.com

تاثیرِ عشقم

از قلم مہک عارف

باب نمبر 3

✯-------------------------✯

"ٹھاہ۔" اور تبھی ہوا کی سنسنی کو چیرتی گولی کی آواز سے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ منہا اور ثانیہ بیگم جو کب سے کھڑی تماشا دیکھ رہی تھیں ان کی چیخ بھی گولی لگنے کی آواز سے بلند ہوئی

"ارے بھاگو جلدی نکلو یہاں سے۔۔مالک خود آکر دیکھ لیں گے سب۔۔" ان ڈاکوؤں کے سردار نے ان تمام کو للکارا اور وہ سارے آگے پیچھے جیپ میں سوار ہوتے دھول اڑاتے سڑک سے غائب ہو گئے۔

وہ آفس میں بیٹھا کسی فائل کی ورق گردانی کر رہا تھا جب سائیڈ پر رکھا موبائل بزر ہوا

کسی انجان نمبر سے کال آتے دیکھ اس نے فون کان سے لگایا

"ہیلو۔" بھاری آواز اکتاہٹ لیے ہوئے تھی لیکن اگلی جانب سے کہے جانے والے الفاظ نے اسکو تپتے صحرا میں لا کھڑا کیا

"تم۔ تم تو ٹھیک ہو نا۔ اور کہاں ہو اس وقت جیا۔ اور مام کہاں ہیں۔ ہیلو۔ ہیلو۔" اس نے کان سے فون ہٹایا اور تبھی واٹسیپ پر کوئی لوکیشن شئیر ہوئی تھی۔

فوراً سے بیشتر وہ آفس سے اس لوکیشن پر پہنچنے کے لیے نکلا تھا۔

----

www.novelsclubb.com

"یا اللہ اس کی حفاظت کرنا۔ ناجانے کس ماں کا بیٹا کس بہن کا بھائی ہے۔ اسے اپنے حفظ و امان میں رکھنا میرے اللہ۔" ہسپتال کے کوریڈور میں بیٹھی ثانیہ بیگم زیرِ لب اس فرشتے کے لیے دعا گو تھیں۔

منہا بھی کچھ دور فاصلے پر بیٹھی خاموش آنسو بہائے جا رہی تھی وہ اس واقعے سے بری طرح متاثر ہوئی تھی۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی اس نے بالاج کو ہسپتال کے نمبر سے کال کر کے بلایا تھا۔ کہ اس ک اپنا موبائل تو گاڑی میں ہی رہ گیا تھا۔

جیا مظطرب انداز میں ادھر سے اُدھر چکر لگا رہی تھی اور وہ اندر ڈاکٹروں کے رحم و کرم پر تھا۔ دفعتاً آپریشن تھیٹر کے دروازے واہ ہوئے اور ایک ادھیڑ عمر ڈاکٹر کے ساتھ ایک دو لیڈی نرس باہر آئیں۔

"ڈ۔ڈ۔ڈاکٹر کیا ہوا وہ ٹھیک تو ہو جائے گا نا۔ آپ بتائیں پلیز۔" جیا کی بے چینی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی تبھی ڈاکٹر کو بولنے کا موقع دیے بنا شروع ہو گئی۔

"دیکھیں آپ نے انہیں لانے میں بہت دیر کی تھی لیکن پھر بھی ہم ان کا ٹریٹمنٹ کر رہے ہیں آپ دعا کریں اللہ بہتر کرے گا۔" ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں انہیں خبر کرتے اپنے کیبن کی جانب بڑھ گئے اور وہ چاہ کر بھی انہیں نہیں بتا پائی کہ اسے یہاں لانے کے لیے اسے کس مشکل کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ سنسان روڈ پر آج کے دور میں کسی سے مدد مانگنا آ بیل مجھے مار کے متبادل تھا۔

لیکن بہت دیر بعد ایک رحم دل شخص کو ان پر رحم آ ہی گیا تھا اور وہ اسے اپنے توسط ہسپتال میں داخل کروا کر چلے گئے تھے۔

اسنے خیالات جھٹک کر سامنے دیکھا تو ثانیہ بیگم اور منہا ایک نرس کے ہمراہ کھڑی تھیں۔ وہ چل کر ان کے پاس آئی۔

"کک۔ کیا ہوا ہے سب ٹھیک تو ہے۔؟" ان دونوں کی پریشان صورتیں دیکھ کر دل کو ایک دھڑکا لگا تھا۔

دل ہی دل میں وہ دعاؤں کا ورد جاری رکھی ہوئی تھی۔

"پیشنٹ کو دیر سے لانے کی وجہ سے انکی بلیڈ نگ کافی زیادہ ہو گئی ہے اور خون کی کمی کے باعث ہم کچھ کر نہیں سکتے ہسپتال کے بلڈ بینک میں اے۔بی۔ نیگیٹو خون موجود نہیں ہے آپ جلد از جلد اس کا بندوست کر دیں۔" نرس کی بات پر منہا اور ثانیہ بیگم کی نظریں جیا کی جانب اٹھی تھیں۔ان کی نظروں کا مفہوم سمجھتی وہ نرس کو پکار اٹھی۔

"سسٹر میرا بلڈ اے بی نیگیٹو ہے۔آپ میرا بلڈ لے لیں لیکن انہیں بچا لیں پلیز۔" اندر پڑا وہ شخص زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا تھا، اسکی جان بچانے کے لیے اگر جیا سکندر کو اپنے جسم سے خون کا آخری قطرہ بھی نچوڑ کر دینا پڑتا تو وہ دریغ نہ کرتی۔۔

"ٹھیک ہے آپ چلیں میرے ساتھ۔۔" نرس اپنی کہتی آگے بڑھ گئی تو جیا بھی اس کی پیچھے ہو لی۔

منہا اور ثانیہ بیگم اس کے لیے دعا گو تھیں۔

www.novelsclubb.com

ہسپتال کا دروازا کھلا تھا اور وہاں سے آفس والے حلیے میں ملبوس بالاج سکندر داخل ہوا تھا جو آکر منہا لوگوں کی جانب بڑھ گیا۔

"مام۔منہا جیا کدھر ہے۔وہ ٹھیک تو ہے نا۔" جیا کو وہاں نا پاکر ایک خوف نے اسے اپنی زد میں لیا تھا۔

"بیٹا وہ اندر ہے۔اس بچے کو خون کی ضرورت تھی اور جیا کا بلڈ اس سے میچ ہوتا ہے اس لیے۔" ثانیہ بیگم نے مختصراً بتایا۔

"کیا لیکن جیا کیوں۔۔۔ہسپتال والے کیا مر گئے تھے۔۔" بالاج کا لہجے میں خود بخود تلخی گھل گئی تھی۔

"بس کردو بالاج ایک تو اس فرشتے نے اپنی جان پر کھیل کر ہم سب کی جان بچائی۔ اور جب اسے نئ زندگی کے لیے خون کی ضرورت تھی تو ہم اسے اکیلے چھوڑ دیتے۔ہسپتال کے بلڈ بینک میں اے۔بی۔نیگیٹو خون دستیاب نہیں تھا اس لیے جیا گئی ہے اسکو خون دینے۔۔" ثانیہ بیگم کی بات سنتے بالاج کو شرمندگی نے آن

گھیرا صحیح تو کہہ رہی تھیں وہ اگر آج وہ نہ ہوتا تو شاید جیا بھی۔۔۔۔اس سے آگے وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔آگے بڑھ کر روتی ہوئی منہا کو گلے سے لگا کر تھپکا تو وہ اور زیادہ رونے لگی۔

"بسس میرا بچہ۔خاموش ہو جائیں۔میں آ گیا ہوں نا رونا بند کریں اب۔" پیار سے منہا کی کے بال سہلائے۔

"بب۔بھیو۔میں بہت ڈر گئی تھی وہ لوگ بہت زیادہ تھے۔اور آپ بھی نہیں تھے ہمارے پاس میں بہت ڈر گئی تھی۔اگر وہ نا آتے تو شاید۔۔۔" بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ رو دی تھی۔

وہ سچ میں بہت زیادہ ڈر گئی تھی اچانک سے ہونے والے اس حملے نے کچھ وقت کے لیے اس کے حواس معطل کر دیے تھے

وہ لوگ یقیناً ان کو لوٹنے آئے تھے لیکن عجیب بات یہ تھی کہ وہ لوگ کچھ بھی نہیں لے کر گئے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مام آپ منہا کو لے کر گھر جائیں اس کی حالت ٹھیک نہیں لگ رہی مجھے کچھ دیر آرام کرے گی تو ٹھیک ہو جائے گی۔ میں ادھر ہی ہوں جیا کے پاس۔" بالاج نے ثانیہ بیگم اور منہا کو ضد کر کے گھر بھیج دیا تھا۔

قطرہ قطرہ کر کے خون اس اینجل کی رگوں میں بھرتا جا رہا تھا۔ وہ بیڈ پر نیم مردہ حالت میں تھا چھ سات ڈاکٹروں نے اس پر گھیرا کیا ہوا تھا۔ بیڈ کے اطراف میں نیلے رنگ کے کرٹن لگے ہوئے تھے۔ جس سے باہر جھانکو تو دائیں جانب ایک سٹریچر پر جیا آنکھیں موندے نیم دراز تھی بائیں ہاتھ کی پشت پر کینولا لگا ہوا تھا جس سے خون ایک باریک سی نالی میں سے ہوتا اس شخص تک پہنچ رہا تھا۔

"جیا۔ تم ٹھیک ہو۔" اپنے دائیں جانب سے بالاج کی آواز سنتے اس نے پٹ سے آنکھیں کھول کر بالاج کی طرف دیکھا جو پریشان صورت لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

سر اثبات میں ہلاتے جیا نے ایک خاموش نظر نیلے پردوں کو دیکھتے واپس اس کی جانب دیکھا تھا۔

"وہ ٹھیک ہو جائے گا جیا۔ ہماری دعائیں اس کے ساتھ ہیں۔ بس صبر کرو بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ اور اللہ کی رضا کے لیے کیا گیا صبر کبھی رائیگاں نہیں جائے گا۔" اس کی نظروں کا سوال سمجھتے بالاج نے اسے حتی الامکان پُر سکون کر دیا تھا۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اس جانب بڑھ رہی تھی جیسے احتیاط سب سے زیادہ لازمی ہو۔

دراصل یہ حویلی کا عقبی حصہ تھا جہاں اسکی قیمتی شے تھی جسے وہ چاہ کر بھی حویلی کے اندر نہیں رکھ سکتی تھی

چار کنال پر مشتمل اس حویلی کا عقبی حصہ بھی خاصہ بڑا تھا۔ایک جانب بیٹھنے کے لیے کرسیاں رکھی گئی تھیں تو مخالف سمت میں کچھ پنجرے تھے۔

وہ ان میں سے ایک چھوٹے پنجرے کے آگے آ کر رک گئی۔

"ہےئے۔ڈیزی کیسے ہو؟" پنجرے کی سلاخوں پر انگلیاں بجاتے اس نے اندر موجود جانور کو پکارا۔جو واؤ واؤ کرتا لپک کر اسکی جانب آیا تھا۔

"آ۔ڈیزی آرام سے۔۔ارے۔" دراصل وہ ایک اعلیٰ نسل کا چھوٹا سا کتا تھا سفید بالوں سے اسکی آنکھیں تقریباً ڈھکی ہوئی تھیں۔اور انمول ملک کی قیمتی اشیاء میں شمار ہوتا تھا۔

www.novelsclubb.com

پس منظر میں گاڑی کے رکنے کی آواز نے ماحول کے سکوت میں ارتعاش پیدا کیا۔

انمول نے اسے باہوں میں بھرتے باہر نکالا۔ پنجرے کی قید سے رہائی پاتے ہی ڈیزی اسکے منہ کی جانب لپکا۔ جیسے اس قید سے رہائی پانے پر وہ اسکا احسان مند ہوا تھا۔

اور تبھی پاس پڑے دوسرے بڑے پنجرے سے کسی شے کے دھاڑنے کی آواز آئی تھی

"آآآآآآ۔" انمول کی دلخراش چیخ میں ڈیزی کے بھونکنے کی آواز کہیں گل ہو گئی

"ہاہاہا۔۔بچے ڈر گئی اتنی سی شے سے۔" جہانداد ملک اپنی پوری وجاہت کے ساتھ وہاں آئے تھے جو گاڑی سے نکلتے وقت انمول کو اس جانب کھڑے دیکھ چکے تھے۔

"باباسائیں یہ کوئی اتنی سی شے نہیں ہے بلکہ پورا چار من چار فٹ کا شیر ہے۔ہاہ دیکھیں زرا اسے کیسے گھور رہا ہے مجھے۔اس سے کہیں میرے سامنے سے ہٹ جائے ورنہ میرا ہارٹ فیل ہو جانا۔" یہ تو سچ ہی تھا کہ وہ جتنی بھی مضبوط کیوں نہ

ہوتی ایک تنومند شیر سے مقابلہ اس کے بس سے باہر تھااور شیر بھی ایسا جو اپنے مالک تک کی موجودگی میں اسے گھور رہا تھا۔

"چچ۔جہانداد ملک کی بیٹی ایک معمولی سے شیر سے ڈرتی ہے۔اس لیے اس جیسے کتے کو پال رکھا ہے تم نے" انکا اشارہ ڈیزی کی طرف تھا جو انمول ملک کی سخت ہوتی گرفت میں سے نکلنے کو پر تول رہا تھا۔پل میں اسکے چہرے پر ناگواری کے تاثرات ابھرے اور ایک کینہ توز نظر اس شیر پر ڈالی جو بڑے مزے سے اسکے ڈیزی کو ایک "معمولی سا کتا" کہلوا کر اب اونگھ رہا تھا

"جج۔جی باباسائیں ڈرتی ہوں۔کیونکہ میں آپ کی طرح پتھر دل نہیں ہوں اور یہ کوئی کتا نہیں ہے ڈیزی نام ہے اسکا۔" مدھم لہجے میں اپنی کئی بار کہی گئی بات کو دہرایا تھا اس نے مبادا اس بار ہی وہ ڈیزی کو اس کے نام سے پکار لیتے۔لیکن جانتی تھی ناممکنات کو ممکنات میں بدلنے کی تمام ترکاوشیں ناکام تھیں۔

www.novelsclubb.com

جہانداد ملک نے اسے ہاتھ سے لان میں رکھی کرسیوں کی جانب اشارا کیا تھا اور خود بھی اس جانب چل دیے۔

تو وہ کچھ وقت بتانا چاہتے تھے اپنی بیٹی کے ساتھ۔

کرسیوں کے قریب پہنچ کر وہ رکے تھے جیسے کوئی بات یاد آئی ہو۔

"جہانداد ملک کی بیٹی کو اتنا مظبوط ہونا چاہیے کہ وہ ایک کتا پالنے کی بجائے شیر پالے تاکہ شیر کی ایک دھاڑ پر سہم جائے۔ چچ"مڑ کر انمول کی جانب دیکھتے وہ اسکا ضبط آزمارہے تھے جواب بھی ڈیزی کو قیمتی شے کی طرح سینے سے لگائے کھڑی دوسرے ہاتھ کی مٹھیاں بھینچے ہوئے تھی۔

"آپ نے کبھی ماما کو قبول نہیں کیا تھا نا۔؟" غیر متوقع جواب آنے پر جہانداد ملک پل کو گڑبڑائے تھے جیسے اس سوال کی امید انمول ملک سے نہ ہو۔

www.novelsclubb.com

"کیا تمہیں واقعی ایسا لگتا ہے۔؟" دائمین آئبر واچکاتے اسکے خیالات جاننے چاہے جس پر انمول ملک میکانکی انداز میں سر ہلا گئی دل میں جکھر چلنے لگے تھے گویا وہ کیا جواب دیں اس عجیب سوال کا

چہرا ادھر اُدھر گھماتے چور نظروں سے انکے سپاٹ چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھنے چاہے لیکن کچھ سمجھ نہیں پائی تھی۔

"مم۔میں تو" جہانداد ملک نے ایک مضبوط قدم اسکی جانب لیا تو وہ ہکلاتی پیچھے کی جانب چار قدم لے گئی۔

"تو اپنی سوچ کی نفی کر وانمول ملک۔ تمہارا وجود ہی اس بات کا مجسم ثبوت ہے کہ میں نے تمہاری ماں کو بحیثیت بیوی تسلیم کیا تھا یا نہیں۔۔" طنزیہ وار اسکے دراز قامت سراپے پر کر کے اشتعال کی حالت میں کرسیوں میں سے ایک کرسی کھینچی اور بیٹھ گئے۔

ان کے کاندھے برابر آتی انکی اپنی ہی بیٹی یہ کیسا سوال کر گئی تھی۔

انمول بھی انکے ساتھ ہی بیٹھ گئ تھی جبکہ ڈیزی کو نیچے نرم گھاس پر کھلا چھوڑ دیا۔

"بابا۔" کہنی میز پر ٹکائی اور ایک ہاتھ تھوڑی تلے رکھتے بڑے انداز میں پکارا تھا اس نے اپنے بابا کو۔

جس پر وہ ہنکارا بھرتے دور افق پر نظر دوڑانے لگے۔ ایک باز تھا جو انکے اس محل نما گھر کی سب سے اونچی چوٹی پر آکر بیٹھا تھا اپنی چونچ سے اپنے پنجوں میں موجود شکار کو اتھل پتھل کرتا وہ شام کے کھانے کا انتظام کر رہا تھا۔

"وہاج کو کب تک آپ یونہی نظر انداز کرتے رہیں گے بیٹا ہے وہ آپ کا اگر اس سے غلطی ہوئی ہے تو آپ کو چاہیے اسے اس سے سبق سکھائیں نا کہ یوں منہ پھیر لیں۔ پلیز بابا آئی ریکوئسٹ یو ٹو ٹالک ٹو ہم۔" ملتجی انداز میں وہ انہیں قائل کر رہی تھی

"آئی وونٹ ڈو دز۔ یہ اس کے حصے کا خسارہ ہے جو اسے بھرنا پڑے گا کیونکہ تم بھی جانتی ہو کہ جہانداد ملک سے ہوشیاری کرنے والوں کا انجام کیا ہوتا ہے اور یہ تو پھر

ایک گناہ کرنے جارہا تھا کیا یہ بھول گیا تھا کہ وہ لڑکی کتنی قیمتی تھی جسے اس نے میرے پاس پہنچانا تھا میں حیران ہوں اس بھیڑیے نے وہاج کو زندہ کیسے چھوڑ دیا۔"ان کی نظریں ہنوز اس چوٹی پر تھیں جہاں بیٹھا وہ باز اب اپنی چونچ صاف کر رہا تھا انہوں نے فوراً سے پیشتر اپنی نظریں وہاں سے ہٹائیں مطلب صاف تھا کہ اسکی یہ حرکت انکی نفیس طبیعت پر گراں گزری تھی۔

"وہ سب ٹھیک ہے مجھے بھی احساس ہے اس بات کا لیکن وہ میرا بھائی ہے میں کب تک اسے یوں دیکھوں گی وہ کہاں ہے مجھے اس بات تک کی خبر نہیں۔"انمول ملک آج انہیں اس بات پر قائل کر کے ہی دم لینے والی تھی کہ وہ وہاج ملک کو واپس بلائیں۔وہ اتنا تو جانتی تھی کہ اسکا بھائی اس لڑکی کے ساتھ بہت برا کرنے والا تھا لیکن یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ لڑکی اسکے باپ کے لیے کیونکر اتنی اہم ہو گئی کہ اپنے ہی بیٹے کو پچھلے پانچ ماہ سے خود سے دور رکھے ہوئے تھے۔وہ کہاں تھا کیسا تھا انمول کو کچھ خبر نہ تھی اور ملک اس سے پوچھنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔جہانداد

ملک اس سے پہلے کہ انمول کو کچھ جواب دیتے جیب میں موجود موبائل تھر تھرایا۔

"ہمم بولو کیا ہوا کام ہوا یا نہیں۔کیا کیسے تم لوگ کیسے یہ بات فراموش کر گئے کہ تم لوگوں کو گولی چلانے کا حکم نہیں دیا تھا میں نے۔بند کرو فون ہڈ حرام کہیں کے ایک کام ڈھنگ سے نہیں کر پائے تم لوگ اور الٹا میرا ہی نقصان کرنے چلے ہو۔" چہرے پر غصے کی تمازت سے انمول بھی کافی گھبرا گئی تھی جو اپنے پیروں کے پاس بیٹھے ڈیزی پر ہاتھ کی ہتھیلی سے کچھ لکھ رہی تھی۔چونک کر انہیں دیکھنے لگی جو ابھی کسی اور کو کال ملا رہے تھے۔شاید کسی کو گولی لگی تھی خیر یہ تو انکا روز کا کام تھا اسے کیا وہ خیالات جھٹکتی دوبارا اپنی انگلیاں چلانے لگی۔

م۔ل۔ک۔ملک ڈیزی کے وجود پر ابھرے نرم و ملائم بالوں پر انگلی سے یہ تین حروف کنندہ کر کے وہ دل جان سے مسکرائی تھی۔

"ہاں ہیلو۔ندیم میں نے جو ابھی تمہیں اڈریس سینڈ کیا ہے فوراً سے اس ہسپتال پہنچو اور تمام انتظامات سنبھالو کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے اور ہاں پولیس تک بات پہنچی تو اپنے سانس گن لینا۔" دو منٹ ٹھہر کر مقابل کی بات سنی۔

"ہاں ملک کو لگی ہے گولی خیر کچھ نہیں ہوتا ملک کو بچ جائے گا ملکوں کا خون ہے سخت جان تو ہو گا نا۔۔" مسکرا کر کہتے وہ کسی اور وجود کو انگاروں پر لپیٹ گئے تھے۔

ڈیزی کو گود میں اٹھاتے اسکے ہاتھ ساکت رہ گئے ایک دم سے اسے چھوڑتے وہ جھٹ کھڑی ہوئی تھی۔

"کک۔کیا ہوا ہے ملک کو وہ ٹھیک تو ہے نا۔" باپ کا بازو ہلاتے انہیں اپنی جانب متوجہ کیا جو کسی کو خاص تاکید کر رہے تھے۔

ایک دن سے چھوڑے جانے پر ڈیزی زمین پر گرا کرا تھا لیکن پرواہ ہی کسے تھی۔

"ارے کچھ نہیں ہوا ملک کو دعا کرو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔" انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے اسے تسلی دی تھی۔

"اا۔ آپ جا رہے ہیں نا اس کے پاس۔ مجھے بھی جانا ہے۔ آپ دو منٹ رکیں میں بب۔ بس" انکا ہاتھ جھٹکتے وہ اندر جانے لگی تھی تا کہ جلدی سے اپنی چادر لا سکے۔

"میں کہیں نہیں جا رہا انمول ملک اور تم بھی کہیں نہیں جا رہی کہا نا وہ بڑی سخت جان ہے سب جھیل لے گا۔" ان کی بات سے جیسے انمول کے اندر شرارے پھوٹے تھے وہ اسے موت کے منہ میں دھکیل خود لاپرواہ بن رہے تھے

"ملک کو کچھ نہیں ہونا چاہیے بابا سائیں کیونکہ اگر ملک کو کچھ ہوا تو جواب دہ آپ ہونگے صرف مجھے ہی نہیں بلکہ اس کو بھی جس کی خاطر یہ سب ہو رہا ہے۔ میں دعا کروں گی۔" ڈیزی کو اٹھاتی وہ اندر کی جانب بڑھ گئی آنسو نکل کر سرخ گالوں پر بہہ گئے تھے کتنی آسانی سے وہ کہہ گئے سخت جان ہے؟؟

جہانداد ملک کی نظروں نے اسکے اندر گم ہونے تک اسکا پیچھا کیا تھا جو وہ سوچ رہے تھے ویسا نہیں ہونا چاہیے تھا اور اگر ویسا تھا تو کیا انکی بیٹی ایک بات بھول رہی تھی۔

گھڑی کی ٹک ٹک کے ساتھ جیا کا دل بھی دھڑک رہا تھا۔اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اندر زیرِ علاج وہ شخص اس کے لیے دنیا کا آخری شخص ہو۔اس کی بے چینی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہی جا رہی تھی۔

"فار گاڈ سیک جیا۔بیٹھ جاؤ یہاں آرام سے کیوں خود کو ہلکان کر رہی ہو؟ ابھی ڈاکٹرز آ کر کوئی اچھی خبر ہی سنائیں گے۔"راہداری میں رکھے بینچ پر بیٹھے بالاج نے کوئی تیسری دفعہ جیا کو ٹوکا تھا جو گھن چکر بنی ادھر ادھر گھوم رہی تھی۔

"جج۔جی۔" کہتی وہ بھی بالاج کے ساتھ ہی کچھ دوری پر بیٹھ گئی۔کچھ گھنٹے پہلے ہی وہ اس اینجل کو خون دے کر آئی تھی کمزوری کے باوجود وہ اس کے لیے پریشان ہو رہی تھی

"ناجانے کون ہے یہ اس کے پاس سے بھی کوئی چیز نہیں ملی جس سے ہمیں اندازہ ہو سکے کہ یہ کون ہے نانام ناپہچان۔۔۔ایک اجنبی جو خدمت خلق کے لیے تم لوگوں کی مدد کو پہنچ گیا۔" بالاج چاہنے کے باوجود بھی اس کے بارے میں کوئی جانت کاری نہیں لگا پایا تھا۔

"میں جانتی ہوں اسے اور وہ کوئی اجنبی نہیں ہے اینجل ہے وہ۔اور۔۔" بے دھیانی میں جیا یہ سب بالاج کے سامنے بول گئی اس بات کا احساس بعد میں ہوا تھا اسے اگر جو بالاج نے اس کی بابت مزید پوچھ لیا تو وہ کیا بتائے گی کہ جو دن کی روشنی میں اسے بچانے کو آیا تھا وہ رات کے اندھیرے میں بھی اس کی مدد کے لیے پہنچا تھا اسے اس بھیڑیے سے بچانے کو۔

"اینجل یہ کیسا نام ہے کیا تم واقعی جانتی ہو اسے۔؟" بالاج نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"نن۔نہیں بالاج میرا مطلب تھا کہ وہ اینجل ہی تو ہے ایک فرشتہ جو ہماری مدد کو پہنچ گیا اور ویسے بھی سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو وہ شخص اجنبی کیسے ہوا۔" جیا کی بات پر بالاج ہنکارا بھر کر رہ گیا۔تو مطلب وہ بات بدل گئی تھی لیکن کیوں خیر اسے کیا۔یہی سوچ کر وہ پُر سکون ہوا تھا۔

"مسٹر بالاج سکندر۔۔" ڈاکٹر کی آواز پر جیا اور بالاج اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

"جی۔ڈاکٹر کوئی اپڈیٹ۔"

"دیکھیں میں نے پہلے بھی کہا تھا آپ نے پیشنٹ کو لانے میں دیر کر دی تھی اس کے باوجود ہم نے ان کی جان بچالی ہے مگر۔۔" ڈاکٹر کے توقف کرنے پر جیا کی سانسیں سینے میں اٹکی تھیں بے اختیار اس کا ہاتھ بالاج کے کندھے تک رینگ گیا جیسے سہارے کی ضرورت ہو ورنہ وہ ڈھے جائے گی۔

"مگر کیا ڈاکٹر۔۔" ایک نظر جیا کو دیکھتے بالاج نے سخت لہجے میں ڈاکٹر سے پوچھا جو بلاوجہ ہی پریشانی بڑھا رہے تھے۔

"مگر یہ مسٹر سکندر کہ اگلے چند گھنٹے ان کے لیے خطرہ کے ہیں اگر انہیں ہوش نا آیا تو وہ کومہ میں بھی جا سکتے ہیں ایز آئی سیڈ آپ نے دیر کر دی تھی۔" ڈاکٹر ان کے سروں پر دھماکہ کرتے وہاں سے چلے گئے تھے جیا بے اختیار بینچ پر بیٹھ گئی تھی بالاج کو اس کی کنڈیشن حیرت میں مبتلا کر رہی تھی بھلا ایک اجنبی کے لیے خیر یہ لڑکیاں اور ان کے نرم دل۔۔۔

بالاج سر جھٹکتے جیا کو حوصلہ دینے لگا جو میڈم اب آنسو بہانے لگ گئی تھیں

تنگ تاریک کوٹھری میں دروازے کو جا بجا پیٹتا وہ کم سن بچا۔ ایک سکول کے باہر وہ ہاتھ میں چاکلیٹ پکڑے کھڑا تھا اگلے منظر میں وہ گولی چلا رہا تھا اور گولی پاس کھڑے بندے کے بازو میں دھنستی چلی گئی۔ اب کہ وہ بھاگ رہا تھا دور بہت دور اور ایک بار پھر سے وہ تنگ و تاریک کوٹھری۔ ایک مانوس سی نسوانی آواز۔ تیزاب کی بدبو۔ ایک چھوٹا سا بچہ اور سارے منظر اس کے ذہن میں گڈمڈ ہو رہے تھے اور

پھر گولی کی ٹھاہ کی آواز سے اسے لگا کسی نے اسکا بایاں حصہ تن سے جدا کر دیا ہو اور اسکی آنکھ ایک جھٹکے سے کھلی تھی۔

سب سے پہلے اس کی نظر چھت سے لٹکتی ان سر جیکل لائیٹس پر گئی تھی اور پھر پوری نظر ایک کمرے میں گھومی تو اسے ایک ایک کر کے سب یاد آیا تھا سر بھاری ہونے لگا تو اسنے واپس پلو پر ٹکا دیا کوئی اس کے پاس آیا تھا اور اسکی بائیں آنکھ کھول کر چیک کی یہی عمل دوسری آنکھ پر دوہرایا اور پھر اسے آواز آئی تھی اس سے پوچھا جا رہا تھا کہ وہ ٹھیک ہے وہ ہلکا سا سر ہلا گیا۔

"کیا آپ کسی سے ملنا چاہتے ہیں۔؟" دوبارا آواز آئی تو اسنے زور سے نفی میں سر ہلایا۔

سر میں درد کی ایک شدید لہر اٹھی تھی اور پھر اسے اپنے بازو میں کوئی سوئی سی چبھتی محسوس ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"سسٹر میں نے انہیں انجیکشن لگا دیا ہے نا قابل برداشت تکلیف سے انہیں چھٹکارا حاصل ہو گا اور جب یہ ہوش میں آئیں گے تو قدرے بہتر محسوس کریں گے۔اب آپ زرا انہیں دیکھیں میں باہر انکے لواحقین کو دیکھ لوں۔" بوٹوں کی ٹک ٹک سے اسے وہ ڈاکٹر دور جاتا محسوس ہوا۔انجیکشن لگنے پر اگر وہ ہوش میں ہوتا تو یقیناً یہ ڈاکٹر اوپر پہنچ چکا ہوتا۔آہستہ آہستہ وہ غنودگی میں جاتا گیا اور پرسکون ہو گیا۔

"مسٹر سکندر۔۔۔پیشنٹ کو ہوش آگیا ہے۔۔"ڈاکٹر کی آواز پر جیا نے جھٹکے سے سر اٹھایا تھا ایک نظر سامنے لگی وال کلاک کو دیکھا جو رات کے دو بجا رہی تھی بلآخر اسے پورے چودہ گھنٹوں کے بعد ہوش آیا تھا۔بالاج اب اٹھ کر ڈاکٹر سے بات کر رہا تھا جبکہ وہ تشکر سے سر پیچھے بینچ پر ٹکا گئی۔

ایک باغی آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر سرخ عارضوں پر بہہ نکلا کہ اگر اسے کچھ ہو جاتا۔

"جیا اٹھو گھر چلیں۔" بالاج نے اس کے قریب آتے سائیڈ سے اپنا کوٹ اٹھایا آنکھیں واضح رت جگے کی نشاندھی کر رہی تھیں جبکہ جیا تو پھر کچھ دیر کے لیے سو گئی تھی اور وہ ایک پل بھی نہیں سو سکا کہ محترمہ انہیں کے کاندھے پر سر رکھے سو رہی تھیں اچھی بات تھی کہ وہ تھوڑی دیر آرام کر لیتی اس لیے بالاج نے بھی اسے ڈسٹرب نہیں کیا تھا۔

"لیکن وہ اینجل اس سے تو مل لیں ہم۔" ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا کہ اتنی دیر اسکے ہوش میں آنے کا انتظار کیے بغیر کیسے بغیر ملے ہی چلیں جائیں۔

"اس اینجل نے کسی سے بھی ملنے سے منع کر دیا ہے اور ویسے بھی ہوسپٹل انتظامیہ خود اس کے لواحقین ڈھونڈ لے گی اب چلو گھر سب پریشان ہو رہے ہوں گے ڈیڈ کی بھی بہت کالز آچکی ہیں۔" ہاتھ میں موبائل نکالتے اس نے نمبر ملا کر کان سے لگایا دوسری جانب بیل جا رہی تھی لیکن کال ڈراپ ہو گئی لگتا وہ سو گئے تھے

"چلو۔" بالاج کے دوبارا کہنے پر وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور اس کے آگے آگے چلنے لگی ہسپتال میں دن کے برعکس اس وقت خاموشی تھی لیکن دور کسی وارڈ سے کسی کے چیخنے کی آوازیں آرہی تھیں اس نے کانوں پر ہاتھ جما لیے اور تیز تیز قدم لیتی وہ ہسپتال کا دروازا کھول کر باہر نکلی

تو اسے احساس ہوا کہ وہ بنا کسی شال اور دوپٹے کے تھیں اور رات کے اس وقت ماحول کی خنکی بہت حد تک بڑھ چکی تھی جسم کو ٹھرا دینے والی ہوا نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا تو وہ ہاتھوں سے اپنے شانے تھام گئی جیسے ٹھنڈ سے بچنے کی ترکیب آزمائی ہو۔

www.novelsclubb.com

ایک نظر مڑ کر پیچھے دیکھا تو وہ دروازا کھول کر باہر آگیا تھا ایک بازو پر کوٹ ڈالے۔

جیا کے اندر شدت سے خواہش جاگی کہ وہ کوٹ خود پہن لے اور اس ٹھنڈ سے بچ جائے

بالاج اس سے دو قدم کی دوری پر رک گیا اور اس سے پہلے وہ دوبارا اپنا رخ موڑتی بالاج نے جیسے اس کی دلی خواہش پر لبیک کہتے اپنا کوٹ اس کے شانوں پر پھیلایا تھا جیا نے چونک کر اسکی جانب دیکھا اور کوٹ پر اپنی گرفت مظبوط کرلی اس وقت وہ بھول گئی تھی کہ وہ بالاج کے اتنا قریب کھڑی ہے اگر وہ سانس بھی لیتی تو وہ باخوبی سن سکتا تھا۔

بالاج نے ایک نظر اس کے جھکے سر کو دیکھا دروازے کے اس پار بالاج نے اس کا کانپنا اور پھر شانوں کو تھامنا دیکھ لیا تھا تبھی وہ اس پر اتنی عنایت کر گیا اس ایک پل میں ہی بالاج کی نظریں الجھ کر اسکے بھاری پپوٹوں پر گئیں اور وہ نظریں چرا کر اس سے دور ہٹ گیا۔

"چلو۔" یک لفظی کہتا وہ تیز تیز قدموں سے پارکنگ لاٹ کی جانب بڑھا تھا جیا ہوش کی دنیا میں واپس آتی اس کے پیچھے تقریباً دوڑنے کے سے انداز میں گئی۔

وہ گاڑی باہر نکال رہا تھا جیا بھی جا کر اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر براجمان ہوگئی۔

www.novelsclubb.com

اور پھر واپسی کا سفر شروع ہوا تھا اس کا دل بار بار اس اینجل کی جانب جا رہا تھا جو شاید اسے جانتا بھی نہیں تھا اگر وہ اسے جانتا نہیں تھا تو اس کی مدد کو کیوں پہنچ جاتا تھا

"وہ چور نہیں تھے۔" گاڑی کی خاموش فضا میں اس کی آواز گونجی تھی گاڑی چلاتے بالاج نے اسے دیکھا اور پھر نظروں کا زاویہ بدل لیا

"میں سمجھا نہیں۔ اگر وہ چور نہیں تھے تو پھر؟؟" بالاج کے کہنے پر جیا نے اُسکی جانب اپنا رخ موڑا

کندھوں پر پڑا کوٹ درست کیا

"میرا مطلب اگر وہ چور ہوتے تو ہمیں لوٹ کے جاتے جبکہ انہوں نے ایسا کچھ نہیں کیا بلکہ وہ سب تو اپنے کسی مالک کا انتظار کر رہے تھے اور جب ان سے اینجل پر گولی چلی تو وہ وہاں سے بھاگ گئے یہ کہہ کر کے ان کا مالک آ کر دیکھ لے گا اور وہ گاڑی والا جو اسے ہوسپٹل لے کر آیا تھا مجھے تو وہ بھی مشکوک لگ رہا تھا۔"

"تم اپنا ریڈیو بند کر سکتی ہو پلیز۔مجھے ڈرائیونگ پر فوکس کرنے دو پتا چلے کل کی ہیڈ لائنز کی سرخیوں میں ہمارا نام چل رہا ہو۔" بالاج نے تکان سے اس کی زبان بند کروائی چہرے پر دباد با غصہ تھا۔جیا کی آنکھیں لبالب نمکین پانیوں سے بھر گئیں اتنی رات اور اوپر سے سنسان سڑک اگر وہ ڈر کی وجہ سے اس سے بات کر لیتی تو کیا ہو جاتا لیکن نہیں جیا سکندر تم کبھی بھی اس شخص کے لیے اتنی اہم نہیں ہو سکتی کہ وہ تمہاری فضول گوئی برداشت کرے۔خود کو خود ہی جواب دیتی جیا نے کھڑکی سے باہر دیکھنا شروع کر دیا دل ہول رہا تھا لیکن پھر کیا ہوا وہ اس کے ساتھ تو تھا نا۔

----

www.novelsclubb.com

انمول کب سے جلے پیر کی بلی کی طرح ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہی تھی بار بار داخلی دروازے کی جانب دیکھتی تو مایوسی کے سوا کچھ نا پاتی۔

"کہاں رہ گئے تھے تم کتنی دیر سے انتظار کر رہی ہوں میں تمہارا۔" تبھی اس جانب سے ایک بیس بائیس سالہ نوجوان کو آتا دیکھ وہ گویا ہوئی۔ مناسب قد کاٹھ اور ہلکے سانولے نقوش والا وہ نوجوان انہیں دیکھ کر شرمندہ ہو گیا۔

"معافی چاہتا ہوں بی بی جی دراصل ندیم کو اس بات پر قائل کرنا کہ میں سب سنبھال لوں گا بہت مشکل تھا وہ مجھ پر کبھی بھروسہ نہیں کر سکتے تھے اس لیے انہیں وہاں سے بھیجنے میں تاخیر ہو گئی۔" وہ بولا۔

"اچھا چلو اب جلدی کر واور سنو اگر کسی کو اس گھر میں بھنک بھی پڑی ناکہ میں ملک سے ملنے ہسپتال گئی تھی تو وہ پنجرہ دیکھ رہے ہو اس میں جو آفت ہے اس کی خوراک بنادوں گی میں تمہیں سمجھے۔" سخت وارننگ جاری کر کے وہ بیک ڈور کی جانب بڑھی س کی پیچھے ہی مومن ابراہیم اپنی مسکراہٹ چھپاتا آیا تھا کہاں وہ شیر کے نام سے ہی کانپ جاتی تھی اور اب اسے دھمکیاں دے رہی تھیں انمول سے پہلے جا کر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس نے دروازا کھولا تو انمول نے اپنا قدم باہر نکالا مومن کو وہ دھمکی تو دے چکی تھی تو اس بات کی اسے پرواہ نہیں تھی کہ کسی کو خبر نا ہو جائے۔

"بی بی جی ایک بات بولوں میں آپ کو۔" گاڑی کا دروازا کھول کر وہ کھڑا اس سے بات کرنے کی اجازت چاہ رہا تھا انمول نے پچھلی سائیڈ پر بیٹھتے سر ہلایا۔

"وہ بھائی کو اچھا نہیں لگے گا آپ کا یوں اور وہ بھی اس وقت ان سے ملنے ہسپتال جانا میں بس ایسے ہی۔" انمول کی گھوری پر وہ کھسیانا سا ہو گیا

"میری بات سنو تم۔ میں انمول ملک کسی کے باپ سے بھی نہیں ڈرتی۔۔" سینے پر انگلی رکھے اسکا لہجہ کافی مغرور تھا

"لیکن اپنے باپ سے تو ڈرتی ہیں نا۔" مومن کی زبان بے ساختہ پھسلی تھی انمول کا چہرہ بے عزتی کی ہدت سے سرخ انار ہو گیا ٹھک سے دروازا پکڑ کر بند کیا دل تو چاہ رہا تھا اس بندے کو واقعی اس شیر کی کچھار میں پھینک دے لیکن دماغ نے نفی کی

www.novelsclubb.com

انمول ملک اگر اسے کچھ ہو گیا تو تمہارے ملک تک جانے کے سارے راستے مسدود ہو جائیں گے

مومن تو اس کے ری ایکشن پر بوکھلا ہی گیا اور فوراً اگلی سیٹ سنبھال کر گاڑی ہسپتال کے رستے پر ڈال دی۔ دل میں ایک ڈر تھا کہ اگر انہوں نے بھائی سے اس کی شکایت لگا دی تو نہیں نہیں وہ اس سے پہلے ہی معافی مانگ لے گا۔

وہ دونوں گھر پہنچے تو دور مسجد سے مؤذن کی صدا بلند ہو رہی تھیں رات کے خاموش ماحول میں حي یاالصلاۃ کی آوازیں کانوں میں رس گھولنے لگیں جیا فوراً گاڑی سے اتر کر اندر بھاگی تھی بالاج کا کوٹ ابھی تک کندھوں پر تھا اس سے پہلے وہ سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے میں جاتی بالاج کی آواز نے اس کے قدم روک لیے۔

"جی۔" سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا جو داخلی دروازہ بند کرتا مڑ رہا تھا

"کھانا گرم کر کے دو بھوک لگی ہے مجھے۔۔" یہ بات تو سچ تھی کہ کل دوپہر سے اس نے کچھ کھایا نہیں تھا اس لیے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے تھے لیکن اگلا لمحہ حیران کن تھا۔

"سوری خود ہی کر لیں کہ اگر میں نے کیا تو کیا پتہ صبح ہیڈلائنز کی سرخیوں میں آپ کا نام آ رہا ہو جسے کھانے میں زہر ملا کر قتل کیا گیا ہو۔" وہ بولی

"واٹ !!!" بالاج کا صدمے سے منہ کھل گیا غصے کی شدید لہر اس کے جسم میں دوڑ گئی نظریں گھما کر اسے دیکھا جو دروازے کے پیچھے غائب ہو چکی تھی۔ بالاج سکندر کی انا کو کبھی یہ گنوارا نہیں کرتا تھا کہ وہ کل کی لڑکی اس کی یوں منہ پر بے عزتی کر جائے لیکن آج اسے جیا پر نہیں بلکہ خود پر غصہ آ رہا تھا اس نے جیا کو بولا ہی کیوں۔ ایک نظر اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔ خود کے ہاتھ ٹوٹ گئے تھے کیا صحیح کیا اس نے بالاج سکندر تم یہی ڈیزرو کرتے ہو کہ پہلے اسے اتنی جھاڑ پلائی اور اب اسی سے کام کہہ رہے تھے۔ سر جھٹکتا وہ کچن کی جانب بڑھ گیا۔

اوپر جیا سکندر دھک دھک کرتے دل کے ساتھ دروازے سے لگی کھڑی تھی دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا۔وہ کس قدر ہمت سے یہ ایک جملہ بالاج کو کہہ کر آئی تھی یہ وہی جانتی تھی اور ایک بات تو طے تھی کہ جیا سکندر اگلے ناجانے کتنے دنوں تک اس کا سامنہ نہیں کر سکتی تھی ایک گہرہ سانس بھر کر آگے بڑھنا چاہا تو کندھوں پر ڈلے کوٹ نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی

کالر سے پکڑ کر اسے ناک کے قریب کیا تو مہنگے کلون کی دلفریب خوشبو اس کے اعصاب پر بیٹھتی اسے پر سکون کر گئی۔اس خوشبو نے پچھلے دو گھنٹوں سے اس کے حواس معطل کیے ہوئے تھے کہ اگر وہ بالاج کے سامنے مزید کچھ دیر رکتی تو یقیناً بے ہوش ہی ہو جاتی۔اپنی حالت پر افسوس کرتے اس نے سامنے دیکھا منہا میڈم گھوڑے گدھے بیچ کر سو رہی تھیں جیا بھی سونے کے لیے لیٹنے لگی تو باہر چھٹتے

www.novelsclubb.com

رات کے اندھیرے کو دیکھ وہ واش روم کی جانب بڑھی آج نا جانے کتنے دنوں بعد جیا سکندر اپنے رب کی بارگاہ میں حاضری لگانے لگی تھی۔

وہ وضو کر کے باہر نکلی تو دوپٹہ اسکارف کی شکل میں خوبصورت ہالے کے گرد بندھا ہوا تھا جائے نماز بچھا کر وہ نماز پڑھنے لگی اور جب دعا کی باری آئی تو وہ رک گئی۔ کیا مانگتی اپنے رب سے وہ رشتے جن کا ملنا اس کے مقدر میں نہیں تھا یا ان گناہوں کی معافی جو اس سے جانے انجانے میں سرزد ہو گئے تھے دیکھتے ہی دیکھتے اس کی آنکھوں سے اشک رواں ہونے لگے کہ کوئی اس وقت اس کی آنکھوں میں دیکھتا تو ڈوب جاتا۔

www.novelsclubb.com

"اے اللہ تعالیٰ میں آج تک آپ سے دعا میں سوائے مغفرت کے کچھ نہیں مانگا لیکن آج میں آپ سے اپنے لیے بہتر مانگتی ہوں تو تو سب کو نوازتا ہے نا تیرے خزانے میں دیر ہے اندھیر تو نہیں تو مجھے بھی خالی ہاتھ نا لوٹائیں میرے مولا مجھ سے جو گناہ سرزد ہوا ہے مجھے اس کی معافی دے دے میرے اللہ آپ تو غفور الرحیم

ہیں۔۔"آج اس کی دعا طویل ہو گئی تھی۔آنسوؤں نے بہہ بہہ کر گال بھگو دیے لیکن ایک بات جیا سکندر جانتی تھی کہ اس کے یہ آنسو رائیگاں نہیں جائیں گے بے شک اللہ تعالیٰ اپنے آسرے کی ڈور تھامے لوگوں کو بے آسرا نہیں چھوڑتا۔

"بالاج تم اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو بیٹے اور واپس کب آئے ہو۔"ثانیہ بیگم صبح فجر کے قریب اٹھ کر کچن میں آئی تھیں جہاں بالاج ان کی جانب پشت کیے کھڑا کوئی کام کر رہا تھا

"جی مام ہم کچھ دیر پہلے ہی گھر آئے ہیں اور مجھے بھوک لگی تھی تو سوچا کچھ کھا لوں۔ بس اسی لیے کھانا گرم کر رہا تھا۔" بالاج ان کی جانب دیکھتے بولا

"تو تم کیوں کر رہے ہو جیا سے کہہ دیتے بلکہ چھوڑو وہ بھی تھکی ہوئی ہو گی تم ہٹو میں کر دیتی ہوں گرم۔"ثانیہ بیگم نے اس کے ہاتھ سے باؤل لیتے اسے پیچھے ہٹایا تو وہ

بھی بنا کسی تردد کے پاس پڑے ٹیبل سے کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ثانیہ بیگم کھانا گرم کرنے لگیں۔ کھانا گرم کر کے انہوں نے بالاج کے سامنے ٹیبل پر رکھا۔

"اب کوئی لے آؤ ایسی جو تمہارے سارے کام کرے اور تمہیں کسی بات کی ٹینشن ناہو۔"اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ بھی اس کے ساتھ ہی ایک کرسی نکال کر بیٹھ گئیں۔

بالاج ان کی اس بات پر سر جھٹک کر ہنس دیا

"آپ کو لگتا ہے کہ کوئی آنے والی میری ساری ٹینشنز ختم کر دے گی۔ نہیں مام جب وہ آئے گی تو مجھ پر زمہ داریوں کے بوجھ بہت بڑھ جائیں گے اور اگر اس نے آپ کے بیٹے کو اپنے قابو میں کر لیا تو؟"سنجیدگی ست کہتے آخر میں اس کے لہجے میں شرارت تھی۔

"بیٹا وہ تمہاری بیوی ہو گی تم پر ہم جتنا حق رکھتی ہو گی اور تم کب تک اس ناشکری لڑکی کا سوگ مناتے رہو گے کیا چار سال کافی نہیں ہیں اس کے سوگ منانے کو۔" ثانیہ بیگم کا تو جیسے دل ہی سکڑ گیا تھا کیسے وہ اپنی خواہش کو ہنس کر جھیل رہا تھا۔

"چار سال۔ چار صدیاں بھی بیت جائیں تو یہ دل کسی اور کا رکھا مر ہم نہیں جھیل پائے گا بس یہ سمجھ لیں کہ آپ کے بیٹے کے غم کا مر ہم اس وقت کے پاس نہیں ہے۔"

"وقت کے پاس ہر زخم کا مرہم ہوتا ہے بالاج۔ اور جب تک تم موو آن نہیں کرو گے کیسے بھول پاؤ گے اسے۔" ثانیہ بیگم کی بات پر اس نے سنجیدہ نظروں سے ان کی طرف دیکھا کیا اتنا آسان تھا اسے بھول جانا وہ وقت وہ لمحات جو اس کی سنگت میں گزرے تھے اور کیسے وہ اس کے پیار کو لات مار کر گئی تھی۔ آہ یہ سب آسان نہیں تھا کوئی بالاج سے پوچھتا تو وہ کہتا کہ مشکل کچھ بھی نہیں ناممکن سب کچھ ہے۔

"کھانا دینے کے لیے بہت شکریہ لیکن پہلے منہا کی رخصتی اور جیا کی شادی ہو جانے دیں اس کے بعد دیکھی جائے گی۔اور ہاں وہ جو کچھ دن پہلے رشتہ بھجوایا تھا پھوپھو نے اپنے خاندان سے ان کو آنے کے لیے ہاں کہہ دیں۔"امید کی ڈور ثانیہ بیگم کے ہاتھوں میں تھماتے وہ وہاں سے واک آؤٹ کر گیا ثانیہ بیگم کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نا رہا تھا مکمل نا سہی اس نے نیم رضامندی تو دے ہی دی تھی۔

انہیں یقین تھا کہ ان کی آنے والی بہو ان کے بیٹے کو سمیٹ لے گی اور وہ اپنے سارے دکھ درد بھول جائے گا۔

"تم باہر ہی رکو۔اندر آنے کی ضرورت نہیں ہے۔"ہسپتال پہنچ کر وہ دونوں اپنے مطلوبہ روم نمبر تک آئے تھے۔

"سوری۔۔بٹ اٹس مائی ڈیوٹی۔"مومن ابراہیم نے کہتے دروازا کھولا اور ایک قدم اندر رکھا۔جبکہ اس کی بات پر انمول کا خون کھول اٹھا تھا۔

"ارے یہ کیا کر رہے ہیں آپ بھائی میں پکڑا دیتا ہوں۔" ملک کو ساتھ پڑے ٹیبل سے موبائل پکڑنے کی تگ ودو کرتے دیکھ مومن نے فکرمندی سے کہا ۔ملک اس کی اتنی فکر دیکھ کر مسکرا دیا اور تبھی نظر پیچھے پڑی تھی دروازے میں کھڑی وہ اپنی غزالی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے انہیں پینے کی ناکام کوشش کر رہی تھی ملک نے خون آشام نظروں سے مومن کو گھورا وہ سٹپٹا کر سائیڈ پر ہو گیا۔

"سنا نہیں تم نے میں نے کہا تھا باہر ہی رہو تم" انمول ملک نے اسے باہر کا راستہ دکھایا لیکن مقابل کافی ڈھیٹ واقع ہوا تھا۔مومن نے ملک کی طرف دیکھا اور اس کے ایک اشارے کی دیر تھی وہ چپ چاپ پاس پڑے صوفے پر بیٹھ گیا ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر طنزیہ آبرو اچکایا۔

"سمجھتا کیا ہے یہ خود کو۔"

"آپ کا غلام انمول بی بی۔" جواب ملک کی جانب سے آیا تھا

www.novelsclubb.com

"ہنہ۔مالک کا وفادار ہونے کی ٹریننگ لو جا کر کہ کوئی اصول و قواعد سیکھو۔" تمسخرانہ لہجے میں نوکر کو اس کی اوقات یاد دلائی

،،چلیں پھر چلتے ہیں۔"مومن کا انداز ایسا تھا جیسے ابھی ہاتھ پکڑ کر لے جائے گا اسے۔

"کہاں "انمول نے اس کی جانب دیکھا۔

"ٹریننگ لینے۔آپ کو بھی ضرورت ہے نا ٹریننگ کی اپنے باپ سے وفادار ہونے کی۔"مومن کہتے ہوئے اس کے مقابل کھڑا ہو گیا۔

عمر میں فرق کے برعکس مومن کا قد اس سے تین انچ لمبا تھا۔آنکھوں میں آنکھیں گاڑے وہ اس کے جواب کا منتظر تھا انمول نے اس کی آنکھوں میں دیکھا لیکن کچھ تھا وہاں جو اسے بے چین کر گیا جیسے کوئی گہرا راز کوئی دفن داستان۔ٹک ٹک ٹک لمحے سرکتے گئے ان کی محویت میں خلل ملک کے کھنکارنے نے ڈالا تو انمول اس کی جانب متوجہ ہوئی اور مومن ابراہیم دبے قدموں سے چلتا باہر نکل گیا۔

آنکھوں میں خفگی لیے انمول نے ملک کو گھورا

"آپ کو یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔اگر ماموں کو پتا چل گیا تو اچھا نہیں ہو گا آپ کے اور میرے ہم دونوں کے لیے۔" ملک نے اس کے انداز کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا اور موبائل پر انگلیاں چلانے لگا۔

"چپ کرو تم مجھے بتانے کی ضرورت نہیں کہ مجھے کیا کرنا ہے میں اپنا اچھا برا جانتی ہوں۔"

''پھر تو آپ مجھے بھی جانتی ہوں گی" طنزیہ لہجہ انمول نے خود کو مزید کچھ بھی کہنے سے باز رکھا۔کیوں وہ انجان بنتا تھا اس سے اس کی دلی کیفیت سے۔

"اچھے سے جانتی ہوں تم حاکم ہو۔" پاس پڑی کرسی اٹھا کر اس کے زخمی بازو کے طرف رکھی اور اس پر براجمان ہوئی۔

"انمول ملک کے دل کے حاکم" اس کا بازو اپنی نرم۔ گرفت میں لے کر معائنہ کرنے لگی۔اور تبھی ایک جھٹکے سے اس نے اپنا بازو چھڑایا اور درد کی ایک شدید لہر اٹھی تھی اس کے بازو میں وہ کراہتے ہوئے بیڈ پر سر ٹکا گیا آنکھیں سختی سے میچ لیں۔

"کون سا دو سو چالیس واٹ کا کرنٹ لگا ہے تمہیں میرے چھونے سے۔" دانت پیستے اس کے سامنے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپ پلیز جائیں یہاں سے اور آئندہ میرے ساتھ ایسی بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ خدا کی قسم لحاظ بھول جاؤں گا۔" انگلی کے اشارے سے باہر کی جانب اشارہ کیا جبکہ ایک ہاتھ زخمی بازو کو سہارا دیے ہوئے تھا۔

"بکواس۔ تمہیں میری باتیں بکواس لگ رہی ہیں۔ کتنی دفعہ کہوں کہ اس دل پر میرا کوئی اختیار نہیں ہے ملک یہ کم بخت خود بخود تمہاری جانب راغب ہو رہا ہے میں کیسے روکوں اپنے آپ کو کوئی ایک ترکیب بتا دو یا مجھے میری محبت کا جواب محبت

www.novelsclubb.com

سے دے دو۔" آج وہ ہر بات کلئیر کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ مکمل بات کرنا تھی آج اس نے چاہے پھر اپنا دل ہی کیوں نا مارنا پڑے۔

"آپ کے سوال کا کوئی جواب نہیں ہے میرے پاس۔ سوائے اس کے کہ میری محبت آپکے پیروں کی زنجیر بن سکتی ہے آپ کو ہمیشہ کے لیے قید کر سکتی ہے آپ کو جانا ہوگا انمول آزادی آپ کی منتظر ہے۔" ملک کے الفاظ نے اُس کو تپتے صحرا میں لا کھڑا کیا تھا غصے کی ایک شدید لہر اس کے وجود میں دوڑی تھی

"مجھے تمہاری محبت کی قید میں رہنا ہے آگ لگے اس آزادی کو۔ سنا تم نے۔" وہ غرائی تھی۔ اس کی آواز باہر بینچ پر بیٹھے مومن ابراہیم کے کانوں تک باخوبی پہنچی تھی اور اس کا پورا وجود جیسے کان بن گیا نمک کی کان جسے انگلی کے پور سے چھونے پر بکھر جانے کا ڈر ہو۔ ملک نے انمول کی جامب دیکھا کیا نہیں تھا ان نظروں میں۔ افسوس دکھ درد مان ٹوٹنے کا غم اور سب سے بڑھ کر اس کی عزت کا احترام۔ انمول ٹکر ٹکر اس کی نظروں میں دیکھے گئی

"انمول ملک۔یہ جو محبت ہے نا آسیب کی طرح ہے لے ڈوبے گی آپ کو۔آپ کو میری بات بے معنی لگ رہ ہو گی لیکن یہ بات آپ بھی جانتی ہیں کہ یہ محبت ہی ہے جو آج میں اس حال میں ہوں۔اس زندگی سے پیچھا چھڑانا مشکل نہیں ناممکن کام ہے مجھے اس گناہوں سے محض ایک چیز جدا کر سکتی ہے اور وہ ہے میری یا میرے دشمنوں کی موت۔۔۔"ایک نظر پیچھے دیکھا تھا دروازے میں استادہ مومن ابراہیم کی مثال اس ویران میدان کی سی تھی جو جنگ ہار جانے کے بعد خالی ہو۔اس نے دیکھا مومن کی آنکھوں میں شعلے تھے سب کچھ تہس نہس کر جانے والے شعلے جنہیں محض ایک چنگاری کی ضرورت ہو اور وہ پورے میدان کو اپنی لپیٹ میں لے لیں۔ملک نے اپنی نظروں کا رخ انمول ملک کی جانب کیا جو خاموشی سے لب کاٹتے اپنے آنسو اپنے اندر اتار جانے کی ہمت خود میں مجتمع کر رہی تھی۔

"کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں ہے آپ کو آپ کی محبت کی بہت قدر ہے مجھے لیکن میں آپ کو خود کے ساتھ برباد ہوتے نہیں دیکھ سکتا میں ایک بھیڑیا ہوں اور

www.novelsclubb.com

ایک بھیڑیا اپنے ماں باپ سے وفادار ہوتا ہے مجھے اس وفاداری کی قیمت چکانی ہے
انمول ملک اور آپ بھی خود کو متوقع حالات کے لیے تیار کرلیں کہ میں بھی ایک
"ملک" کا خون ہوں اور بقول آپ کے والد اور میرے ماموں ملک کبھی اپنا بدلہ
نہیں چھوڑتے۔آپ جائیں انمول سورج طلوع ہونے میں کچھ ہی لمحات باقی ہیں
اس طلوع آفتاب کے بعد آپ کو ایک نئی زندگی شروع کرنا ہوگی۔ جایئے ماموں
کے آنے کا وقت ہو گیا ہے۔" انمول نے پاس پڑا اپنا بیگ اٹھایا لیکن اس کا بوجھ اس
بوجھ سے بہت کم تھا جو آج اس کے دل پر پڑا تھا کتنی آسانی سے اس نے کہہ دیا تھا کہ
خود کو تیار کرلیں وہ کیسے تیار کرے گی خود کو کتنا ظالم تھا وہ اسے موت کی وعید سنا گیا
تھا لیکن یہ بھی تو سچ تھا کہ کہنے والے سے زیادہ سہنے والے پر گزرتی ہے اور یہ انتہاہ
تھی انمول ملک کے عشق کی انتہاہ۔اپنے ہاتھ پر اسے کسی کا لمس محسوس ہوا تھا پلٹ
کر دیکھنا آج اسے دنیا کا مشکل ترین کام لگا لیکن اس نے پلٹ کر دیکھا۔اس کا ہاتھ
ملک کی گرفت میں تھا نظریں اوپر کی جانب اٹھتی گئیں اور اگلے ہی لمحے غزالی

آنکھوں کا گرین ہیزل آنکھوں سے زوردار تصادم ہوا۔ملک نے انمول سے بے ساختہ نظریں چرائی تھیں۔

"آپ بہت قیمتی ہیں انمول خود کو یوں بے مول نا کریں۔" وہ جو کچھ اور سننے کا ارادہ رکھتی تھی ملک کے الفاظ اس ارادے پر پانی پھیر گئے اس نے زور سے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کروایا

کیسی آسانی سے اس نے اسے بے مول کر دیا تھا اور کہہ رہا تھا کہ وہ انمول ہے قیمتی ہے۔جدائی میں ملنے والا غم وفادار ہوتا ہے عمر بھر ساتھ نبھاتا ہے یہ بات آج انمول ملک پر ثابت ہو گئی تھی

وہ جسے کبھی نا ہارنے کا دعویٰ تھا وہ ہار گئی تھی آج ہاں وہ ملک کی محبت میں اپنا سب کچھ ہار گئی تھی اپنا دل ملک کی محبت کی قید میں دے کر وہ آزادی کی جانب چل دی تھی۔

www.novelsclubb.com

ملک نے ایک نظر اپنے خالی ہاتھ کو دیکھا اور دوسری نظر دروازے پر گئی جہاں سے اس کا آنچل غائب ہوا تھا۔

اور اگلے ہی لمحے درد کی ایک شدید لہر اس کے سینے میں اٹھی تھی مومن بھاگ کر اس کے قریب آیا

دروازے کی دہلیز پار کرتی انمول نے شدت سے یہ خواہش کی تھی کہ ایک بار صرف ایک بار وہ اپنے خالی ہاتھ کو دیکھ کر اسے پکارے گا لیکن وہاں موت کا سا سناٹا تھا نا کسی نے پکارا اور نا اس کے کانوں نے کسی کی پکار سنی وہ آگے بڑھتی گئی یہاں تک کہ وہ اس کوریڈور سے باہر نکلی اور وہ ساکت رہ گئی ہسپتال کے داخلی دروازے سے جہانداد ملک اپنے پورے رعب و جلال کے ساتھ اندر داخل ہو رہے تھے ان کے ساتھ ان کا خاص بندہ ندیم بھی تھا وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہل پائی۔۔ ہلتی بھی کیوں آنے والی ہستی اسے دیکھ چکی تھی

جہانداد ملک کا چہرہ غصہ ضبط کرنے سے سرخ ہو چکا تھا انمول کے قریب آ کر وہ رک گئے بمشکل خود کو کسی بھی اقدام سے باز رکھا۔

"کیا کر رہی ہو تم یہاں۔۔" دھیمی آواز میں غراتے ہوئے انہوں نے اسے بازو سے دبوچ لیا

انمول کی سانسیں اٹک کر رہ گئیں اس نے تصور نہیں کیا تھا کہ کبھی یوں اس کا مقابلہ ان کے روبرو کھڑے ہو کر ہو گا۔اس نے اپنے پیچھے دیکھا شاید کوئی آ جائے مومن یا ملک لیکن نا کسی کو آنا تھا اور نا آیا اس نے جہانداد ملک کو دیکھتے کچھ کہنے کے لیے لب وا کیے لیکن اس کے لفظوں کا گلا گھونٹتے جہانداد ملک نے جارہانہ انداز میں اسے اپنے ساتھ گھسیٹا تھا اور لا کر باہر کھڑی گاڑی میں پٹکا۔

ندیم بھی ان کے پیچھے آیا تھا۔

"کچھ بھی کر وا گلے آدھے گھنٹے کے اندر اندر ملک کو حویلی پہنچاؤ۔" ندیم کو حکم جاری کرتے انہوں نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور ندیم واپس اندر چلا گیا۔

"بھائی کیا ہوا آپ کو آپ ٹھیک ہیں۔؟" مومن اس کے پاس آکر استفسار کرنے لگا جو ایک ہاتھ سے اپنا سینا مسل رہا تھا۔ لیکن درد تھا کہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

جج۔ جاؤ انمول بی بی کو گھر چھوڑ کر آؤ۔ میں نے کہا جاؤ مومن جاؤ یہاں سے۔" اس کا ہاتھ دور جھٹک کر اس نے اسے اس دشمن جان کے پیچھے جانے کا بولا تھا۔ مومن تیر کی تیزی سے باہر نکلا لیکن اس سے پہلے وہ ڈاکٹروں کے عملے کو اندر بھیج چکا تھا۔

باہر پورا کوریڈور سنسان تھا جیسے کوئی یہاں آیا ہی نا ہو اس نے باہر جا کر لیکن وہاں نا انمول تھی نا انمول کی زات۔ بگڑے تنفس کے ساتھ وہ اندر آیا تھا جب اس کے پیروں کو بریک لگی سامنے ریسیپشن ڈیسک پر ندیم جھکا اس لڑکے سے بات کر رہا تھا مومن کو سارا کھیل پل میں سمجھ آگیا۔ اپنا سر پیٹتا وہ اندر چلا گیا۔

ڈاکٹر ملک کو دیکھ رہے تھے وہ بھی ان کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا۔

"ان۔انہیں کیا ہوا ہے۔" سرسراتی آواز میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی۔

"پینک ڈس آرڈر۔" ڈاکٹر نے اس کی معلومات میں اضافہ کیا

"وہ کیا ہوتا ہے۔؟" اب اس مارشل آرٹس میں رہنے والے کو کیا معلوم پینک ڈس آرڈر کیا تھا۔

"یہ بھی انزائیٹی کی ایک قسم ہے۔ جس میں بار بار پینک اٹیکس آتے ہیں اور انسان کو لگتا ہے اب وہ صورتحال پر قابو نہیں پاسکتا عموماً کسی شے کے چھن جانے یا دور ہو جانے کے بے جا خوف کی وجہ سے انسان کے سینے میں درد شروع ہوتا ہے جسے پینک ڈس آرڈر کہا جاتا ہے۔ویل اب یہ ٹھیک ہیں۔" ڈاکٹر مومن کو تفصیل سے سمجھانے کے بعد باہر نکل گئے۔اور وہ جو آنکھیں موندے لیٹا تھا پٹ سے آنکھیں کھول کر مومن ابراہیم کی جانب دیکھا مومن اپنا سر جھکا گیا

"کیا ہوا؟" وہ بولا

"بب۔بھائی جب میں باہر گیا تو انمول بی بی وہاں کہیں نہیں تھیں ا۔اور میں نے ندیم کو ریسیپشن ڈیسک پر دیکھا تھا یقیناً۔"مومن نے بات ادھوری چھوڑ دی اب وہ اتنی سی بات تو سمجھ ہی سکتا تھا۔

"شٹ۔مومن۔مومن تمہیں انہیں یہاں نہیں لانا چاہیے تھا۔"ملک نے ماتھا مسلتے اسے بولا وہ شرمندہ ہو کر رہ گیا۔

"معاف کر دیں بھائی آپ اچھی طرح جانتے ہیں وہ کسی کی نہیں سنتی اور تو اور انہوں نے یہ بھی بولا کہ وہ کسی سے نہیں ڈرتی تو میں کیسے حکم عدولی کر سکتا تھا "معصومانہ لہجے میں انمول کی بات ملک کے گوش گزار کر وہ اس کے قریب آیا اور پاس پڑی دوائیوں کو ٹٹولنے لگا

"مومن۔جلدی سے تیاری کرو ملک کو ڈسچارج کر دیا گیا ہے"ندیم نے کمرے میں داخل ہوتے کہا اور وہ جو اپنے کام میں مشغول تھا پلٹ کر اسے دیکھا وہ چہرے پر سپاٹ تاثرات سجائے ملک کو گھور رہا تھا جو رخ موڑے باہر کی جانب دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"لیکن سر آپ ان کو ایسے نہیں لے جا سکتے ان کی کنڈیشن سٹیبل نہیں ہے۔ آپ۔" ایک نو عمر نرس اندر داخل ہوا اور ندیم کو بولتے ہوئے ملک کی حالت سے آگاہ کرنے لگا۔

"تمہیں ہمارے کام میں دخل اندازی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جاؤ اپنا کام کرو۔۔" قمیض کی جیب سے ہزار کا نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھا اور کندھا تھپتھپاتے اسے آنکھ سے باہر جانے کا اشارہ کیا۔ وہ کھسیانا ہو کر باہر نکل گیا۔

مومن نے سر جھٹکا آج کل تو ہر طرف پیسہ بولتا ہے امیر ہو یا غریب پیسے کے پیچھے سب پاگل ہیں۔

اس نے جلدی سے دوائیاں سمیٹیں اور ملک کو سہارا دیے باہر چلا گیا۔

----

www.novelsclubb.com

صبح آٹھ بجے اس کی آنکھ کھلی تھی آنکھیں مسلتے وہ اٹھ بیٹھی۔ منہا وہا کہیں نہیں تھی یقیناً اب تک نیچے چلی گئی ہو گی۔ وہ اٹھ کر باتھ روم میں بند ہو گئی۔

سنگھار میز کے سامنے کھڑے بالاج سکندر کی سوچیں ابھی تک رات والے واقع میں الجھی ہوئی تھیں۔ سفید شرٹ پر سیاہ پینٹ پہنے وہ کسی ریاست کا شہزادہ معلوم ہوا تھا۔اوپر سے غضب اس کی آنکھیں جو سنہری کانچ سی تھیں کہ کوئی بھی اسے اس حالت میں دیکھ لیتا تو دیوانہ ہو جاتا۔ ترچھی مسکان ہونٹوں پر سجائے وہ گہری سوچ میں گم تھا۔ جیا نے بالکل درست کہا تھا کہ وہ لوگ کوئی لٹیرے نہیں تھے بلکہ انہیں کسی خاص مقصد سے بھیجا گیا تھا لیکن ان کا مقصد کیا ہو سکتا تھا۔ انہی تانوں بانوں میں الجھتے پپاس پڑی ورسٹ واچ اٹھا کر کلائی میں باندھی نظریں گھڑی کی سوئیوں پر گئیں جہاں آٹھ بج کر تین منٹ ہو رہے تھے وقت بہت کم تھا نو بجے میٹنگ شروع ہو جانا تھی۔

www.novelsclubb.com

جیا باتھروم سے باہر نکلی تو گلابی رنگ کی قمیض شلوار زیب تن کیے ہوئے تھی۔ وہ آ کر سنگھار میز کے سامنے کھڑی ہو گئی نظر بھر کر خود کو دیکھا ایک تو وہ اتنی خوبصورت تھی اور اوپر سے اس کے سیاہ لمبے بال اس کے حسن کو دلکش بنا رہے تھے دل ہی دل میں اس نے خود پر آیت کا ورد پڑھ کر پھونکا تھا کیا معلوم اس کی نظر ہی نا لگ جائے۔

بیڈ پر رکھا دوپٹہ اٹھا کر شانوں پر پھیلا لیا۔ اور قدم باہر کی جانب بڑھائے تبھی وہ ٹھٹھک کر رکی سامنے صوفے پر بالاج کا کوٹ پڑا ہوا تھا۔ اس نے سوچا لے جا کر اسے واپس کر دے لیکن پھر اپنی ہی سوچ کی نفی کر دی نہیں اگر اس نے اس کو ڈانٹ دیا تو

"سارا موڈ غارت کر دیں گے وہ۔" لیکن پھر اپنے دل کی سنتی وہ کوٹ اٹھاتی بالاج کے کمرے میں چل دی۔

www.novelsclubb.com

خود پر اچھے سے پرفیوم کا چھڑکاؤ کر کے بالاج نے اپنا کوٹ اٹھایا اور دروازے کی جانب آیا

ہینڈل گھمایا، دروازا کھولا اور سامنے ہی اس حسن کی دیوی کو منتظر پایا جیسے وہ اس کے دروازہ کھولنے کے انتظار میں کھڑی ہو۔

"کیا ہے یہ۔؟" بالاج نے آئبرو اچکاتے اس سے پوچھا جو اس کا کوٹ دونوں ہتھیلیوں پر جمائے اس کی جانب کیے ہوئے تھی

"جورات آپ نے مجھ پر عنایت کی تھی اس کے لیے شکریہ اور یہ رہا آپ کا کوٹ قسم سے میں نے سنبھال کر رکھا تھا۔" وہ بولی

تو اب بھی سنبھال کر رکھ لو۔" ہونٹ پھیلاتے اس نے اسے ایک نئے کام سے نوازا

"ہیں۔۔؟؟ کیا مطلب رکھ لوں۔" جیا کو سمجھنے میں دقت ہوئی تھی

www.novelsclubb.com

"مطلب یہ ہے "جیا سکندر "کہ یہ کوٹ تم واپس لے جاؤ کچرے میں پھینکو یا آگ میں جھونک دو لیکن اب مجھے یہ نہیں چاہیے۔"ہاتھ میں پہنہ گھڑی پر نگاہ دوڑائی یہ لڑکی اس کا قیمتی وقت ضائع کر رہی تھی

"لیکن کیوں مم۔میرا مطلب اچھا بھلا کوٹ پھینک دوں ایسے کیسے ؟"حیرانی سے آنکھیں پھیلائے جیا نے پوچھا بالاج نے اس کی جانب دیکھا اس کی کاجل لگی سیاہ رات کی تاریکی سی آنکھیں غضب ڈھا رہی تھیں۔

"ایسے۔" بالاج نے کوٹ اس کے ہاتھوں سے چھینتے زمین پر پٹک دیا جیسے اچھوت ہو کوئی۔

"دیکھا تم نے اب یہ میرے کسی کام کا نہیں رہا جانتی ہو کیوں۔کیونکہ بالاج سکندر کسی کی اترن نہیں پہنتا اور بیچارا یہ کوٹ ان فورچونیٹلی ساری رات تمہارے کاندھوں پر رہا ہے۔اس میں تمہارے سینٹ کی خوشبو سما چکی ہے تو تمہیں کیوں لگا کہ میں اب بھی اسے واپس رکھ لوں گا۔اب ہٹو میرے راستے سے کیوں بت بن کر

www.novelsclubb.com

کھڑی ہو۔" اسے سائیڈ پر کرتے اس نے قدم آگے بڑھائے چمکتے بوٹ کے نیچے کوٹ کا کنارا آیا تھا لیکن وہاں پرواکسے تھی۔

" اور اگر کبھی زندگی میں۔۔۔۔" سیڑھیوں کی جانب بڑھتے بالاج کے پیروں کو بریک لگی تھی ایڑھیوں کے بل گھوما تھا وہ ایک ہاتھ ریلنگ پر جمائے

"میں کیا؟" استفسار کیا بے شک وہ اس کا وقت بہت برباد کر چکی تھی

" کبھی زندگی میں کسی اور شخص کی اترن آپ کے نصیب میں آئے تو۔ تو آپ کیا کریں گے۔" جیا نے بہت سا تھوک نگلتے اس سے پوچھا بالاج مڑ کر اس کی جانب واپس آیا۔

"تو اس کی اوقات میری زندگی میں اس کوٹ کی طرح ہو گی۔ پیروں میں روندے جانے کی اوقات کیونکہ بالاج سکندر مرنا تو قبول کر سکتا ہے لیکن کسی دوسرے شخص کی اترن کبھی نہیں۔" جیا کا دھیان اس کوٹ پر کروا کر وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا باہر نکلتا چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

جیانے سیڑھیوں کی جانب دیکھااور پھر جھک کر کوٹ اٹھایا۔اس پر لگی نادیدہ گرد کو جھاڑااور واپس اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"دیکھتے ہیں پھر بالاج سکندر کے تمہارا امان کب تک قائم رہتا ہے۔" کوٹ کو الماری میں ٹھونستے وہ بڑبڑا رہی تھی اچانک کسی شے کا گمان ہوا جیسے کوٹ میں کوئی چیز موجود ہو جیبیں ٹٹولتے اس کو اندرونی جیب سے ایک والٹ ملا تھا

جیانے واپس رکھنا چاہا اسے ہنسی بھی آئی کہ اب وہ خود ہی اس کوٹ کو واپس لینے آئے گا بیچارا لیکن والٹ کو کھولے بغیر جیا سکندر کا گزارا ہی کہاں تھا اس لیے اسے کھول کر دیکھا

اے۔ٹی۔ایم کارڈ۔۔۔پیسے۔۔۔آئی ڈی کارڈ کے ساتھ کوئی ویزیٹنگ کارڈ بھی تھا لیکن وہاں کوئی اور شے بھی تھی جیانے وہ پاسپورٹ سائز تصویر نکال کر دیکھی۔

www.novelsclubb.com

شاک تھا یا حیرت کا جھٹکا جو جیا سکندر کو لگا تھا اس سے پہلے وہ مزید دیکھتی باہر سے کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی جلدی سے والٹ واپس رکھتے وہ کوٹ الماری میں رکھنے لگی۔

بالاج سکندر کمرے میں داخل ہوا اور تیزی سے آکر اس کے ہاتھوں سے کوٹ جھپٹا جیا دو قدم دور ہو گئی

"میری کچھ ضروری چیزیں تھی اس میں وہی چاہیے۔" والٹ نکال کر کوٹ واپس جیا کو پکڑاتے وہ جتنی تیزی سے آیا تھا ویسے ہی واپس چلا گیا

کھڑوس۔چنگیز خان۔" القابات سے نوازتی وہ کوٹ کو الماری میں رکھنے لگی۔

"ماما بہت بھوک لگ رہی ہے پلیز جلدی سے کچھ کھانے کو دے دیں آپ کو پتا ہے میں نے کل دوپہر سے کچھ نہیں کھایا۔" کچن میں داخل ہوتی جیا نے دہائی دی برتن

دھوتی منہا نے پلٹ کر دیکھا اور ثانیہ بیگم جو کسی سے فون پر محوِ گفتگو تھیں انہوں نے بھی اسے گھوری سے نوازا تو وہ آرام سے منہ پر انگلی رکھے چلتی ہوئی منہا کے ساتھ آکر کھڑی ہو گئی۔

"کون ہے کال پر۔" مدھم آواز میں پوچھا کہیں ثانیہ بیگم کے کانوں تک آواز نا چلی جائے۔

"حسینہ آنٹی ہیں۔اور تمہارے رشتے کی بات چل رہی ہے لڑکا دبئی میں سیٹل ہے بقول ان کے تم راج کرو گی راج۔" منہا نے بھی اسی کے انداز میں بات اس کے گوش گزاری

www.novelsclubb.com

"واٹ!! پھر سے یار کیا ہے کوئی مجھے سکھ کا سانس کیوں نہیں لینے دیتا اور یہ نام کی حسینہ خود کے رشتے کروائے نا جا کر۔جب دیکھو کسی نا کسی کو بلایا جا رہا ہوتا ہے مانو لڑکی نا ہو گئی بھیڑ بکری ہو گئی۔ بھئی آجاؤ اور بیاہ کر لے جاؤ۔" اب کی بار جیا کی آواز اونچی تھی یقیناً اس کی بات فون پر موجود ہستی کو بھی سنائی دی تھی اور ثانیہ بیگم جو

اس کے سگھڑپن کی کتاب کھولے بیٹھی تھی دھری کی دھری رہ گئی کیونکہ دوسری جانب سے کال کاٹ دی گئی تھی۔

ثانیہ بیگم نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا جو زبان دانتوں تلے دبائے اب معصوم بن کر کھڑی ہوئی تھی۔

"صحیح کہتا ہے میرا بیٹا اس لڑکی کی زبان نان سٹاپ چلتی ہے نا موقع دیکھا نا محل شروع ہو جاتی ہے۔ کیوں مجھے ذلیل کروانے کا ارادہ ہے تمہارا۔۔"ثانیہ بیگم اس کے پاس آتے ہوئے بولیں اور جیا نے قدم پیچھے لینے چاہے لیکن ہائے رے یہ پھوٹی قسمت پیچھے تو شیلف تھی۔

www.novelsclubb.com

"اور کیا کہہ رہی تھیں تم بھیڑ بکری تو بیٹا جی تیار ہو جائیں اسی بکری کے بیوپاری آ رہے ہیں آج۔۔ کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے جیا ورنہ میں بہت سختی سے پیش آؤ گی۔"ثانیہ بیگم نے جیا کا کان پکڑ کر موڑا تھا لیکن اتنے زور سے نہیں جتنا وہ ڈرامہ کر رہی تھی۔

"''سس۔ مما چھوڑیں یار کان جدا کرنے کا ارادہ ہے کیا اف درد ہو رہا ہے۔۔

"سسکیاں بھرتی جیا نے اپنا کان ان کی ڈھیلی سی گرفت سے آزار کروایا منہا یہ شو پوری طرح انجوائے کر رہی تھی اس سب کے زیرِ اثر وہ کل ہوا واقع بھول چکی تھی۔

''ایک سیکنڈ نہیں لگاتی ہیں آپ اس چنگیز خان کی ماں بننے میں۔ نہیں کروں گی ناشتہ۔" جیا کان مسلتی جانے لگی

"منہا میرا ناشتہ روم میں لا دو قسم سے کان میں شدید درد ہو رہا ہے اور شاید میں آج آنے والے مہمانوں سے بھی نہ مل پاؤں۔۔۔" بغیر مڑے کہتی وہ بھاگ گئی ثانیہ بیگم نہ میں سر ہلاتی رہ گئیں تھی یہ لڑکی کبھی نہیں سدھر سکتی تھی۔

منہا بھی کھی کھی کرتی ناشتہ ٹرے میں لگاتی اس کے پیچھے چل دی۔

"با۔ بابا سائیں میری بات تو سنیں آپ۔" گاڑی پورچ میں کھڑی کرتے جہانداد ملک نے اس کی جانب کا دروازہ کھولا تھا اور اسے گھسیٹ کر باہر نکالا

جس پر وہ دہائیاں دینے لگی تھی لیکن انہوں نے بھی آج نہ سننے کی قسم کھا رکھی تھی

اس کی چادر وہیں پورچ میں گر گئی اور دوپٹا ڈھلک کر شانوں پر بکھر گیا

"ان۔ انمول بیٹا کیا ہوا صاحب آپ۔۔" ایک ادھیڑ عمر خاتون اس کو پکارتی ان کے پیچھے آئی تھی

دھاڑ سے انمول ملک کے کمرے کا دروازہ کھولتے انہوں نے اسے اندر پٹخا تھا وہ ہتھیلیوں کے بل نیچے گری صد شکر کہ بیڈ کی پائنتی سے نہیں لگی تھی وہ۔

"کوئی بیچ میں نہیں بولے گا۔" ان کی دھاڑ حویلی کے کونے کونے میں پہنچی تھی اور جیسے ہر شے نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لو وہ ادھیڑ عمر خاتون جن کا نام شائستہ تھا وہیں رک گئیں اور جہانداد ملک نے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر دیا۔

انمول اپنے پیروں پر کھڑی ہوئی ہاتھ میں موجود بیگ بھی گر گیا آج وہ اپنے باپ کے روبرو کھڑی ہوئی تھی وہ باپ جس سے اس نے نظر اٹھا کر کبھی بات نہیں کی تھی۔

"چٹاخ" کی آواز سے لگنے والے جہانداد ملک کے تھپڑ نے اسے واپس زمین بوس کر دیا تھا۔اس کے ہونٹوں کے کنارے سے خون بہنے لگا۔

"کیا کرنے گئی تھی تم وہاں۔بولو جواب دو۔" بالوں سے پکڑ کر اس کے سر کو جھٹکا دیا انمول ملک نے ازیت سے آنکھیں میچ لیں۔وہ جانتی تھی زندگی میں کبھی نا کبھی یہ لمحہ ضرور آئے گا لیکن اس نے کبھی خود کو ان حالات کے لیے تیار نہیں کیا تھا۔

"مم۔ملک سے ملنے اس کی خیریت دریافت کرنے گئی تھی میں وہاں بابا سائیں۔" ایک ہاتھ سے اپنے بال آزاد کروانے کی کوشش کرتے انمول نے جواب دیا۔لیکن گرفت بہت مضبوط تھی کیونکہ آج شاید جہانداد ملک کی آنکھوں میں خون سوار ہو گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ایک معمولی سے انسان کی خیریت دریافت کرنے کے لیے جانا کم از کم جہانداد ملک کی بیٹی کو زیب نہیں دیتا۔" وہ اس کے منہ پر غرائے تھے اور انمول ملک کو اس لمحے سے نفرت ہوئی جب اس کا سامنا ان سے ہوا تھا۔

"سچ سچ جواب دو کیا رشتہ ہے تمہارا اس بدزات کے ساتھ۔۔۔" اس کے بالوں کو اپنی گرفت سے آزاد کیا اور اسے دور جھٹکا جس کی وجہ سے اس کا سر بیڈ کی پائنتی سے لگا تھا اور یہاں انمول ملک کی بس ہوئی تھی اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔

"محبت کرتی ہوں میں اس سے اور وہ کوئی بدزات نہیں انمول ملک کی محبت ہے۔ سن لیا آپ نے۔ انمول ملک کی محبت اسے اس دنیا کا بہترین شخص بناتی ہے۔ آپ کے کہنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔" انمول کے الفاظ نے جہانداد ملک کو پتھر کا بنا دیا تھا۔

وہ اس کے چہرے پر جھکے تھے۔

''تم نے بہت غلط کیا انمول ملک تمہیں محبت نہیں کرنی چاہیے تھی اور اس بدزات سے تو کبھی نہیں۔ کیا تم محبت کرتے ہوئے یہ بات بھول گئی کہ ملکوں پر محبت حرام کی گئی ہے۔" ایک ایک لفظ پر زور دیتے انہوں نے گویا انمول ملک کو یاد دلایا تھا

''محبت حرام اور حلال کا فرق نہیں دیکھتی۔" انمول ملک کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔ اس کا دل رو رہا تھا چیخ چیخ کر دہائی دے رہا تھا کہ وہ اگلے سو جنم بھی ملک سے ہی محبت کرتی رہے گی۔

" چچ چچ۔ انمول ملک تمہاری سوچ محبت کے معاملے میں بہت غلط ہے۔ تم کبھی سمجھ ہی نا سکی کہ محبت کیا مانگتی ہے یہ محبت ہی ہے جو قربانی مانگتی ہے کبھی جان کی تو کبھی پا لینے کی اور تمہیں بہت مبارک ہو تم پا لینے کی قربانی دے آئی ہو۔ آئیندہ تم اس حویلی سے تو کیا اس کمرے سے بھی ایک قدم میری اجازت کے باہر نکالا تو تمہاری ٹانگوں کی گارنٹی نہیں دے سکتا میں۔۔۔" جہانداد ملک اپنا فیصلہ سناتے

کمرے سے باہر نکلے انمول بھی ان کے پیچھے بھاگی تھی مبادا وہ دروازا بند ہی نا کر دیں۔

لیکن وہ دروازا بند کر چکے تھے

"بب۔ بابا سائیں آپ ایسے نہیں کر سکتے دروازا کھولیں بابا سائیں۔" دروازا پیٹتے اس کے ہاتھ درد کرنے لگے تھے کہ آج تک ایک سوئی بھی نا چبھی تھی اسے۔

"اگر میری اجازت کے بنا کسی نے اس کمرے میں جانے کی یا اسے کھولنے کی کوشش کی تو اپنے انجام کا زمہ دار وہ خود ہو گا۔" چابیاں ہاتھ میں بھینچے انہوں نے وہاں کھڑے تمام ملازموں کو خبردار کیا تھا۔

شائستہ بی ایک جانب کھڑی آنسو بہائے جا رہی تھیں۔ انہوں نے انمول کو بیٹی کی طرح پالا تھا اور اس وقت وہ ازیت میں تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں نے آپ سے ساری زندگی کچھ نہیں مانگا بابا سائیں۔" آگے بڑھتے جہانداد ملک کے قدم کمرے سے آتی انمول کی آواز پر تھمے۔ وہ رک گئے تھے جیسے اسے آج بولنے کا موقع دے رہے ہوں۔

"آج آپ میری ایک خواہش پوری نہیں کر سکتے۔ کیسے باپ ہیں آپ۔ اس نے مجھے کہا کہ اس کی محبت مجھے قید کر سکتی ہے غلط وہ جھوٹ بولتا ہے وہ جانتا ہے کہ اس کی محبت میرے جینے کی آخری وجہ ہے۔ اس کے بغیر انمول ملک کا وجود کچھ بھی نہیں ہے۔" اس کی آواز میں درد تھا ایک آس تھی جہانداد ملک نے سختی سے اپنے خیالات کو ڈپٹا اگر ان کی بیٹی باغی ہو رہی تھی تو وہ اسے روکنے کی تدبیر بھی کر چکے تھے۔

"وہ کہتا ہے میں خود کو تیار کر لوں۔" جہانداد ملک کا وجود نمک کا مجسمہ بن گیا وہ جانتے تھے اگر انمول ملک نے آگے ایک لفظ بھی بولا تو وہ اپنے دماغ پر کنٹرول کھو

www.novelsclubb.com

دیں گے۔وہ مڑ کر نہیں دیکھنا چاہتے تھے لیکن اندر جاری اس کی ہچکیوں کی آواز نے انہیں دیکھنے پر مجبور کر دیا۔

"خود کو پیش آنے والے متوقع حالات کے لیے تیار کرلوں کتنا ظالم ہے نا وہ میری سانسیں چھیننے کی بات اس نے کتنی آسانی سے کہہ دی۔ لیکن یہ بات آپ کو خبردار کرنے کی ہے کہ وہ بچہ جس نے آپ کی شاگردی میں اس دنیا میں قدم رکھا تھا نا وہ آج آپ کے مقابل آرہا ہے۔آپ یہ بات کیوں بھول گئے باباسائیں کہ فرعون کے محل میں پرورش پانے والا موسیٰ ہی اس کے زوال کا سبب بنا تھا۔۔"وہ چیخ رہی تھی اور آسمان کا موسم بدلنے لگا۔ہر طرف گھٹائیں چھا گئیں جیسے تمام راز دفن کر دینا چاہتی ہوں۔جہانداد ملک کے دل کی طرح سیاہ گھٹائیں۔۔

"آپ نے کبھی نہیں سوچا کہ میں کیا چاہتی ہوں وہاج کیا چاہتا ہے خیر وہ تو خود آپ کے لائف سٹائل کی بھینٹ چڑھ گیا اس سے بھی کیا گلہ لیکن میں نے تو کبھی نہیں چاہا تھا کہ سب کچھ یوں برباد ہو اور انمول ملک خالی ہاتھ رہ جائے۔کیوں ں ں

ں ں!!!""" ماتم کناں انمول ملک کی آواز نے جیسے حویلی کے درو دیوار ہلا کر رکھ دیے تھے۔ دروازے سے لگ کر کھڑا ہونا بھی اس کے لیے دشوار ہو گیا تھا وہ آہستہ آہستہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔

"کیوں بابا سائیں کیوں۔ میرے ساتھ ہی کیوں۔۔ آپ ہی کی بیٹی ہوں نا میں لیکن۔۔۔ نہیں میں تو آپ کی بیٹی ہوں ہی نہیں ہا ہا ہا زبردست۔۔۔ نام کی بیٹی تھی میں تو جسے بوجھ سمجھ کر آپ نے ہمیشہ گھر کے کسی کونے کھدرے میں پڑا رہنے دیا کسی بے کار اور بے جان شے کی طرح۔۔ میں کبھی آپ کی بیٹی نہیں تھی۔ آپ نے کبھی مجھے سمجھ۔ سمجھا ہی نہیں۔۔۔ آپ۔۔۔" انمول ملک کی آواز انہیں دور سے آتی محسوس ہوئی آخری چند الفاظ کے بعد دروازے کے اس پار خاموشی تھی بارش کا پہلا قطرہ زمین پر گرا اور مٹی سے مل کر خاک ہو گیا۔ کیا اتنی سی تھی اس کی زندگی اور کیا آج کا موسم انمول ملک کے دل کا حال بیان کر رہا تھا۔ وہ مزید کچھ بھی کہے سنے بنا ایک نگاہ غلط دروازے پر ڈالتے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

www.novelsclubb.com

اندر کمرے کے دروازے سے لگ کر بیٹھی انمول ملک کی آنکھ سے ایک آنسو کا قطرہ ٹپکا تھا بارش کے پہلے قطرے کی طرح اسی وقت اسی لمحے اور گر کر فنا ہو گیا۔ وہ یک ٹک کھڑکی کو دیکھ رہی تھی جس کے باہر نظر آتے مناظر دھندلا گئے تھے۔ لیکن اسے ان میں عکس نظر آ رہا تھا ماضی کے ماہ و سال کا عکس کسی فلم کی طرح اس شیشے پر چلنے لگا

لیکن وہ ان مناظر میں کھونا نہیں چاہتی تھی جانتی تھی کہ وہ ملک کی تکلیف کی یاد دلاتے تھے اور اس کی تکلیف میں ہی انمول ملک کی بے سکونی تھی۔

""تم میری پسند نہیں ہو ملک۔ تم میری پورے پندرہ سال کی جمع پونجی ہو جسے میں نے اپنے دل میں سجا کر رکھا تھا۔۔ تم انمول ملک کا عشق ہو۔ تمہارے بغیر میری جان زرہ بے نشان ہے۔ تم انمول ملک کی شناخت ہو۔" گھٹنوں میں سر دیے وہ سسک رہی تھی اور اسکے لبوں پر صرف ملک کا نام تھا۔

www.novelsclubb.com

اے محبت ترے انجام پہ رونا آیا

جانے کیوں آج ترے نام پہ رونا آیا

یوں تو ہر شام امیدوں میں گزر جاتی ہے

آج کچھ بات ہے جو شام پہ رونا آیا

کبھی تقدیر کا ماتم کبھی دنیا کا گلہ

منزل عشق میں ہر گام پہ رونا آیا

www.novelsclubb.com

مجھ پہ ہی ختم ہوا سلسلۂ نوحہ گری

اس قدر گردش ایام پہ رونا آیا

جب ہوا ذکر زمانے میں محبت کا شکیلؔ

مجھ کو اپنے دل ناکام پہ رونا آیا۔

"کہاں ہیں وہ سب۔۔" جہانداد ملک نے باہر کھڑے ندیم سے دریافت کیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"سر نیچے طہ خانے میں بند کیا ہوا ہے انہیں کل شام سے۔"تابعداری سے جواب دیتے ندیم بھی جہانداد ملک کے پیچھے ہو لیا۔وہ حویلی کی عقبی جانب بنے طہ خانے میں کا رہے تھے وہاں ان تمام لوگوں کو قید کیا گیا تھا جو کل کے واقعے میں شامل تھے بے شک وہ تمام جہانداد ملک کے بھیجے ہوئے تھے مگر بقول جہانداد ملک انہوں نے ایک غلطی کر دی تھی اور ندیم اچھے سے جانتا تھا وہ غلطی ملک پر گولی چلانے کی تھی۔

"ندیم زرا ہمارے شیر کو تو لاؤ۔۔"کرسی پر بیٹھتے جہانداد ملک نے ندیم کو اشارا کیا اگلے ہی لمحے دھاڑتا ہوا شیر طہ خانے میں داخل ہوا اس کی دھاڑ سے سامنے زنجیروں سے بندھے کھڑے وہ لوگ جی جان سے کانپ گئے۔

جہانداد ملک نے اپنا دایاں ہاتھ اس کی پشت پر پھیرا اور وہ سر جھکا کر اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

www.novelsclubb.com

ایک مسکان نے جہانداد ملک کے ہونٹوں کا بسیرا کیا تھا یہ بات ہی بہت دلکش تھی کہ ان کا جانور بھی ان کے ساتھ وفادار تھے۔

انہوں نے خونخوار نظروں سے سامنے دیکھا جہاں ان کا ہلک خشک ہو گیا تھا

"کیسے۔۔؟؟ کیسے زندہ بچ گیا وہ بولو۔" ندیم کے ہاتھ سے گن چھینتے انہوں نے ان سب کے سردار کو گولی ماری جو اس کی بائیں ٹانگ پر لگی تھی۔

وہ درد سے کراہا۔ ندیم کا منہ حیرت اور شاک سے کھل گیا وہ اس کی جان لینے کی بات کر رہے تھے لیکن کیوں ایسی کیا خطا ہوئی تھی اس سے اور پھر وہ اپنی سوچ کو جان کر شاطرانہ مسکرا دیا۔

"مم۔ مالک۔۔ مالک آپ نے ہی تو کک۔ کہا تھا کک۔ کہ صرف ان کو ڈرانا ہے جب تک آپ نہیں وہاں پہنچ جج۔ جاتے اور پھر پتا نہیں کیسے وو۔ وہ ملک وہاں آ گگ۔ گئے اور انہیں گولی لگ گئی۔۔ مم۔ میں معافی چاہتا۔۔۔" وہ بیچارا اپنے

www.novelsclubb.com

خون آلود ہاتھ جوڑ کر اپنی جان کی بھیک مانگنے لگا جب جہانداد کی دوسری گولی سے دم توڑ گیا۔

اب ان کا نشانہ دوسرے بندوں کی جانب تھا جو پہلے اس ڈر سے کانپ رہے تھے کہ آج وہ اس شیر کی خوراک بنیں گے اور اب اپنے سردار کی حالت دیکھ کر تھر تھر کپکپا رہے تھے

"تم جانتے ہو میرے شیر کی خاص بات کیا ہے۔" جہانداد ملک اٹھ کر اس شخص کے پاس گئے جو اس دنیا میں اب باقی نہیں بچا تھا۔

"وفاداری۔۔ یہ ہے اس کی خاصیت۔۔ اور مجھے بے وفا لوگوں سے سخت نفرت ہے بلکل اسی طرح اسے بھی ان سے نفرت ہے ورنہ آج اس کے لیے بڑی دعوت کا انتظام کیا جاتا۔"""" جہانداد ملک نے کہتے ہوئے اس شخص کے خون سے اپنی ایک انگلی رنگی اور شیر کو پاس بلایا۔

"چچ۔ چچ میرے شیر و کو بھی اس بے وفا کا خون پسند نہیں آیا۔افسوس ہوا یہ جان کر کہ اب تم لوگوں کا مقدر میری گن میں موجود گولیاں ہیں۔"شیر نے پاس آکر جہانداد ملک کی انگلی پر لگے خون کی مشک لی اور پھر ناپسندیدگی سے چہرہ موڑ گیا

اس کی یہ عادت جہانداد ملک کے چہرے پر مسکراہٹ لے آئی طنزیہ مسکراہٹ۔

وہ کھڑے ہوئے اور باہر کی جانب بڑھتے ہوئے ندیم کے ہاتھ سے ٹشو پکڑ کر انگلی پر لگا خون صاف کیا۔

شیر بھی ان کے پیچھے آرہا تھا اسے معلوم تھا کہ اب اسے اس کا کھانا مل جائے گا۔

"یہ تمام کی تمام گولیاں ان کے وجود کے آرپار کردو۔"گن ندیم کے ہاتھ میں تھماتے وہ تہ خانے کی سیڑھیاں چڑھتے اوپر چلے گئے شیر بھی ان کی تابعداری میں باہر نکل گیا۔

موسم سکندر ہاؤس کے مکینوں کے لیے بھی ایک ساتھا۔ٹپ ٹپ برستی بارش اور بارش کے قطروں کی طرح فنا ہوتے پرانے جزبات کسی کے دل کی امنگ کو بڑھا دینے والے تو کسی کے دل کو روگ لگا دینے والے۔

"ارے آپ لوگوں نے تو کچھ کھایا ہی نہیں کچھ لیں نا۔"ثانیہ بیگم نے مہمانوں کے سامنے لگی مختلف اقسام کی اشیاء کو دیکھ کر کہا جنہیں چھونے کی زحمت نہیں کی گئی تھی۔یہ لوگ بھی آج جیا سکندر کے رشتے کے لیے آئے تھے۔

"ارے نہیں بہن اس تکلف کی کیا ضرورت بس آپ لڑکی کو بلا دیں وہ دراصل ہمیں ایک دعوت پر بھی جانا ہے۔"رشتہ لانے والوں کی طرح وہ بھی سیدھا مدعے پر آئی تھیں۔

"جی۔جی ضرور منہا بیٹا جاؤ جیا کو بلا لاؤ۔"منہا ہاں میں سر ہلاتی جی کو لینے چلی گئی۔

"آپ کا بیٹا نظر نہیں آرہا کیا نام بتایا تھا آپ نے بالاج ہاں بالاج سکندر۔"نصرت بیگم بولی تھیں۔

"جی بالاج اسے آفس میں بہت ضروری میٹنگ اٹینڈ کرنا تھی تو وہ اور اس کے بابا وہی پر ہیں۔"ثانیہ بیگم کے لاکھ کہنے کے باوجود ان کی واپسی ممکن نہیں ہوئی تھی

"اچھا اچھا ارے ماشاءاللہ ماشاءاللہ۔ دیکھو راحم کتنی پیاری لگ رہی ہے ہماری بہو۔"نصرت بیگم نے اپنے بیٹے کو متوجہ کیا۔ منہا جیا کے ساتھ لاونج میں داخل ہو رہی تھی راحم صاحب نے بھی غور سے اسے دیکھا

"اور بیٹا کیا کرتی ہیں آپ۔"نصرت بیگم نے جیا کو اپنے اور راحم کے ساتھ صوفے پر زبردستی بٹھاتے استفسار کیا۔

"کچھ بھی نہیں۔۔"جیا کی زبان بے ساختہ پھسلی اور اپنی غلطی کا احساس ہوا جب ثانیہ بیگم کی نظریں خود پر محسوس ہوئیں۔ منہا کی بھی بتیسی نکلی تھی

"ہاہا۔ بیٹا کیا کیا بنا لیتی ہو آپ۔"نصرت بیگم اس کے جواب پر کھجل ہوتی سوال ہی بدل گئیں

"بیو قوف بہت آسانی سے بنا لیتی ہوں میں۔"معصومیت کی تو انتہاہ تھی ثانیہ بیگم سر پکڑ کر رہ گئیں یہ لڑکی ضرور نہیں یقیناً انہیں زلیل کروائے گی۔اب کی بار منہا نے اپنا قہقہہ ضبط کرنے کی کوشش میں سرخ ہوتا چہرہ ہی موڑ لیا۔

"کیا!!"راحم اور نصرت بیگم ایک ساتھ بولے

"مم۔میرا مطلب تھا کہ سب کچھ باآسانی بنا لیتی ہوں۔"جیا نے جلدی سے بات سنبھالنا چاہی ثانیہ بیگم کی گھوریاں تو وہ برداشت کر لیتی اور اگر اس کی شکایت چنگیز خان تک پہنچ گئی تو۔۔وہ لاحولاولا قوۃ پڑھ کر رہی گئ۔

"اچھا اچھا تو بہن آپ کی بیٹی ہے تو بہت خوبصورت اللہ تعالیٰ اس کے نصیب بلند کرے۔"انہوں نے جیا کے سر پر ہاتھ پھیرتے ثانیہ بیگم سے کہا۔

"آمین۔"منہا اور ثانیہ بیگم ایک ساتھ بولیں۔اس کے نصیب کی دعائیں تو ثانیہ بیگم ہر لمحے کرتی تھی اور انہیں یقین تھا کہ وہ نصیب کی دھنی ہی نکلے گی۔

"تو پھر ہم کب آئیں منگنی کی تاریخ لینے۔" اب وہ اصل بات کرنے لگی تھیں۔ جیا کے کان بھی ادھر ہی لگے تھے اور منہا جیا کو اتنا شریفانہ انداز میں بیٹھے دیکھ مسکرا رہی تھی

"جب آپ کو مناسب لگے ہماری تو کوئی ڈیمانڈ نہیں ہے۔" خلوصِ دل سے انہوں نے ہاں کی تھی اس معاملے میں تو پہلے ہی بالاج سکندر اور معید سکندر اپنی رائے دے چکے تھے۔

"لیکن ہماری ہیں بھئی اب اتنے بڑے گھر کی بہو بیاہ کر لے جا رہی ہوں تو خالی ہاتھ اچھا تو نہیں لگتا نا بس منگنی کی تاریخ لینے آئے گے تو آپ کو اپنی ڈیمانڈ بتا دینگے۔" جیا نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا منہا کے اندر بھی غصے کا وبال آیا تھا وہ لوگ یقیناً لڑکی کا رشتہ نہیں بلکہ اے ٹی ایم سے اپنی مطلوبہ رقم نکلوانے آئے تھے۔ ثانیہ بیگم کو بھی ان کی بات بھلی نہیں لگی لگتی بھی کیوں اتنے خلوص کے بعد وہ اپنی اصلیت دکھا رہی تھیں۔

"جی۔ضرور میں بالاج اور اس کے بابا سے بھی مشورہ کرلوں گی پھر آپ آجایئے گا منگنی کی تاریخ لینے۔"ثانیہ بیگم کی بات پر جیا وہاں سے اٹھ کر جا چکی تھی اور منہا اور ثانیہ بیگم پیچ وتاب کھا کر رہ گئی وہ ضرور اس رشتے سے ناخوش ہو گئی تھی۔کچھ دیر مزید سوال وجواب کے وہ لوگ واپس چلے گئے۔ثانیہ بیگم کو مزید پریشانی لاحق ہو گئی تھی اس حسینہ کو تو وہ بعد میں پوچھیں گی پہلے اپنے بیٹے اور شوہر کو تو سمجھا لیتیں۔۔

"آرام سے بھائی۔"مومن ابراہیم "ملک" کے کمرے میں داخل ہوتے بولا اس نے کہا بھی تھا کہ کسی چیز کی ضرورت ہو تو وہ اسے پکار لے لیکن یہ بھی کوئی ڈھیٹ انسان ہی واقع ہوا تھا۔

"ارے کوئی بات نہیں مومن اتنی سی تکلیف میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔میں ٹھیک ہوں۔"ملک نے کوفت سے اپنی چوٹ کو دیکھا اور مسکرا کر مومن کو تسلی کروائی۔

"جی اسی لیے تو فٹ بال کی طرح اچھل رہے ہیں۔"مومن نے اس کے بیڈ پر بیٹھے رہنے پر چوٹ کی۔

"اتنے حاضر جواب کیوں ہو تم۔"ملک نے اس کے بال بکھیرے اس نے دھیرے سے اس کا ہاتھ اپنے بالوں سے نکالا۔

"آپ ہی کی شاگردی میں ہوں۔"مومن ابراہیم کی بات پر ملک نے قہقہہ لگایا مصنوعی چھوٹا سا قہقہہ

"اچھا بتائیں کیا کھائیں گے میں آج آپ کی پسند کا پلاؤ بنالیتا ہوں کیسا؟؟"ملک نے تشکر سے اسے دیکھا ہاں وہ اس کے لیے بھائیوں جیسا نہیں بھائیوں سے بڑھ کر تھا۔ ملک کو شرارت سوجھی۔

"ہاں یار واقعی میں تمہارے ہاتھ میں بہت ذائقہ ہے تمہاری کبھی نہ ہونے والی بیوی راج کرے گی۔"مسکراہٹ ضبط کرتے ملک نے مومن کس چھیڑا۔اس کی کان کی لوئیں تک سرخ ہو گئیں۔سٹپٹاتے ہوئے مومن اس کی بینڈج چینج کرنے

لگا۔اس بات کے جواب میں وہ اگلی صبح تک بھرپور شرمانے والا تھا۔ملک کا قہقہہ ابھرا اب کی بار وہ مصنوعی نہ تھا بلکہ اس میں پیار تھا اپنے پیارے کے لیے۔

"بڑے خوش نظر آرہے ہو ملک۔ خیر تو ہے کون سا خزانہ ہاتھ آگیا۔" دروازے میں ایستادہ وہاج ملک نے اندر آتے ہوئے طنز کیا تھا۔

ملک نے مٹھیاں بھینچ کر اس کو دیکھا اگر اس وقت وہ بے بس نہ ہوتا تو یقیناً اس کو اندر داخل نہ ہونے دیتا۔

ملک نے آنکھ کے اشارے سے مومن کو باہر جانے کا بولا۔وہ مصنوعی خفگی سے باہر چلا گیا ایسی بھی کیا راز و نیاز کی باتیں تھیں جو بھائی نے اس کی موجودگی میں نہیں کرنی تھیں۔

وہ باہر گھر سے ہی باہر نکل آیا دراصل یہ حویلی سے ملحقہ انیکسی تھی جو حویلی کے اندر ہی موجود تھی وہ وہاں شیڈ تلے رکھی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔اور قطرہ قطرہ برستی بارش کو دیکھنے لگا کوئی اور بھی اپنی پرانی پوزیشن میں سامنے حویلی کے

اوپری منزل کے کمرے میں لگی کھڑکی کے اس پار بیٹھا یہ منظر دیکھ رہا تھا ساکت ہو کر۔انمول ملک کا دل اس بات کو جھٹلا رہا تھا کہ وہ قید کو مسترد کر کے آزادی میں آ چکی ہے۔ہاں اصل قید تو یہ تھی جس سے رہائی موت کے بنا تو ممکن نہ تھی۔

جب ملک کو گھر لایا گیا تو اس کے اندر ایک پل کے لیے جزبات ابھرے تھے کہ وہ جا کر اسے دیکھے اسے اپنا حال سنائے لیکن وہ ہرجائی شاید تمام حدیں محدود کر گیا تھا۔

وہ وہیں بیٹھی رہی جب اسے باہر سے شور کی آواز آئی کہ وہاج ملک واپس آ گیا ہے اس کا دل کیا اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لے وہ ان تمام آوازوں کا گلا گھونٹ دینا چاہتی تھی۔

"کیوں آئے ہو تم یہاں۔۔؟؟"ملک کے جواب پر وہاج ملک کی باچھیں پھیلی تھیں اس کا دل کیا وہ اس کی بے بس حالت پر قہقہے لگائے۔

کیوں ما۔۔ نانانا" ملک "کیسا لگ رہا ہے اس باتر پر پڑے رہ کر ہائے میرا دل سینے میں اچھل کود کر رہا ہے تمہاری بے بسی پر۔ افف یار۔۔" وہاج نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے ہنس رہا تھا۔

''تمہارا دل بھی تمہاری طرح ایک نمبر کا کمینہ ہے۔ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔" کوفت سے اس وہاج نامی بلا کو غائب ہونے کا بولا۔ لیکن مقابل کا انداز ایسے تھا جیسے اسے اس بات سے رتی برابر فرق بھی نہ پڑا ہو۔

"ڈیریسٹ کزن۔ تم کیوں یہ بات بھول رہے ہو کہ یہ تمام جگہ۔۔۔" وہاج اپنے اندر کا غبار قابو کرتا دانت نکوستے بولا لیکن ملک نے اس کا جملہ مکمل نہیں ہونے دیا۔

"میرے سگے ماموں کی ہے۔ اور اس پر شاید تم سے زیادہ وہ مجھے حق دیتے ہیں اب پلیز اپنا یہ مکروہ چہرا لے کر چلے جاؤ ورنہ شیر کی کچھار میں ہاتھ ڈالنے کے انجام کے

www.novelsclubb.com

زمہ دار تم خود ہو گے۔" ملک نے اسے باہر کا راستہ دکھایا لیکن وہ باہر کی بجائے اس کی جانب آتا اس کے چہرے پر جھکا۔

"ابھی شائستہ بی کے منہ سے انمول کی بابت استفسار کر کے آرہا ہوں۔اور مجھے بتاتے ہوئے افسوس ہو رہا ہے کہ تمہاری محبوبہ اس وقت کس ازیت میں ہے۔

پھٹے ہوئے ہونٹ۔" وہ وہاج ملک ہی کیا جو اس کو سکون لینے دے اپنی حالت کا اچھا خاصا بدلہ بھی تو لینا تھا نا اس نے۔

ملک کا دل انمول کی بات پر دھڑکا تھا ہاں وہ اس کا حال جاننا چاہتا تھا لیکن اس جیسے شخص سے نہیں۔ملک کا دل انمول کی حالت سن کر ہی پسیج گیا۔ جبکہ وہاج آگے بول رہا تھا

"ماتھے پر چوٹ" اس نے سو مرتبہ خود کو لعنت بھیجی کیا ضرورت تھی اتنا سب کچھ کہنے کی۔ صحیح طریقے سے انکار بھی تو کر سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"پچ پچ۔تم شاید پہچان ہی نہ پاؤ کہ وہ انمول ہے یا کوئی اور۔" آخر میں وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا ملک کو اس شخص سے ایک بار پھر نئے سرے سے نفرت ہوئی تھی۔

"کتنے بغیرت بھائی ہو ناتم بہن کو تکلیف میں دیکھ کر خوش ہو رہے ہو۔" ملک نے بند مٹھی بستر پر ماری

"ہاں کیونکہ ساری غیرت تم میں جو ہے۔" وہاج کی آنکھوں سے جیسے شرارے پھوٹ رہے تھے

"افسوس ہو رہا ہے مجھے تمہیں اس حال میں دیکھ کر تم تو ترس کھائے جانے کے بھی قابل نہیں ہو۔" ملک نے اس کی ہٹ دھرمی کو سراہا وہ اسے ازیت دے رہا تھا الفاظی ازیت۔

"ہاہاہا اور مجھے تم پر یاد کرو کیسے تم نے مجھے جلایا تھا تب تمہیں ترس نہیں آیا تھا۔۔۔" وہاج ملک بھی دھاڑا تھا شاید اپنے ساتھ ہوئی ناانصافی پر لیکن ملک نے تو اس کا انجام اچھا کیا تھا۔

"بلکل بھی نہیں آیا تھا میرا بس چلتا تو تمہیں اسی تیزاب سے بھسم کر دیتا لیکن پھر تم سے بنا رشتہ آڑے آ گیا۔ ورنہ اتنی بھول تمہیں تو نہ تھی کہ میں کون ہوں۔" ملک نے وہاج کو دیکھتے اپنے دل کی بات کہی

"میں اچھے سے جانتا ہوں۔۔ تم کون ہو۔ تم میرے باپ کے۔۔۔۔۔۔۔" وہاج کے زبانی پھونکے جانے والا صور اس کے لیے آب حیات بن کر ثابت ہوا تھا اس کے الفاظ نے تو ملک کو ہمت دلا دی تھی۔ ملک نے وہاں کی مکمل بات سنی تھی اور تبھی وہاج کو اپنے کاندھے پر مومن ابراہیم کی سخت گرفت محسوس ہوئی وہ اسے باہر گھسیٹ رہا تھا۔ مومن خفا بھی تھا لیکن ملک کو ازیت نہیں پہنچنے دے سکتا تھا اس نے کھینچ کر وہاج کو کمرے سے نکال دیا۔

پیچھے ملک نے تکان سے آنکھیں بند کی تھیں۔ ایک تو وہاج ملک کی باتیں دوسرا مومن ابراہیم کی ناراضگی۔ اب اسے بھی منانا تھا ایسے جیسے اپنی روٹھی ہوئی محبوبہ کو منانا۔

www.novelsclubb.com

"گڈ ایوننگ ڈیریسٹ وائیفی۔۔ کیا یار آپ تو بھول ہی گئی ہیں کہ آپ کا ایک عدد معصوم سا شوہر بھی ہے۔"آج علی عمان نے منہا کو خود کال کی تھی ویسے تو نکاح کے بعد سے ان دونوں میں اچھی بات چیت تھی لیکن آج بہت دنوں بعد اس نے منہا کو یاد کیا تھا

"ایم سوری۔ علی آپ جانتے ہیں ناجیا کا پروپوزل آنا تھا اور پھر میں اس دن والے واقعے سے بھی بہت ڈر گئی تھی۔"منہا بالکونی میں کھڑی پودوں کو پانی دیتے ہوئے عمان سے باتیں بھی کررہی تھی۔

"ویسے کیا بنا پروپوزل کا۔ہوگئی ڈیٹ فکس۔"فون جے سپیکر سے علی عمان کی آواز ابھری

www.novelsclubb.com

"جی بھائی اور بابا کا کہنا ہے کہ نیکسٹ ویکیں ڈان لوگوں کو منگنی کی ڈیٹ فکس کرنے کے لیے بلا لیا جائے۔" منہا بولی۔ کیونکہ ثانیہ بیگم نے اسی دن سب سے بات کرلی تھی۔ جس پر بالاج کا رویہ بہت خشک تھا وہ اگنور کر گئیں۔

"ہاں یار جلد از جلد کرو اس کی شادی کی بات پھر ہم بھی سوچے اپنا کچھ۔" علی عمان کی بات پر منہا کا چہرا پل میں سرخ ہوا۔

"صبر نہیں ہو رہا آپ سے۔؟" اپنی خفت چھپاتی وہ اسی پر اترائی تھی۔ علی عمان نے گھور کر فون کو دیکھا جیسے اسے یہیں سے کھا جائے گا

"جی بالکل بھی نہیں ہو رہا پچھلے دو سالوں سے انتظار ہی کیا ہے مزید چند دن اور سہی۔" علی کی ٹھنڈی آہ بھرنے پر منہا ہنس دی اس کے بعد وہ دونوں ادھر ادھر کی باتوں میں مصروف ہو گئے۔

بالکونی سے اندر جھانکو تو جیا سکندر سٹڈی ٹیبل پر لیپ ٹاپ رکھے اس پر انگلیاں چلا رہی تھی۔

"شٹ!! یار۔۔ عجیب بندہ ہے سوشل میڈیا پر کوئی سراغ تک نہیں ہے اس کا۔ کیا کروں میں۔۔" درحقیقت وہ اس اینجل کی انفارمیشن نکالنے کی کوشش کر رہی تھی جو ناممکن سی بات تھی اور پھر وہ مسکرائی۔ شرمائی اور سر جھکا کر ہنس دی مدھم سا ورنہ اس کی ہنسی کی جلترنگ تو ہر کوئی سنتا تھا۔ وہ اپنی شادی کا سوچ کر ہنس دی۔

عام لڑکیوں کی طرح اس کی سوچیں بھی اپنی شادی کے حوالے سے بہت بڑھ رہی تھیں۔ کیونکہ وہ بھی ایک عام سی لڑکی تھی کچھ خاص تو نہ تھا اس میں۔

" جیا سکندر۔۔ کیوں تم میرے حواسوں پر حاوی ہو رہی ہو۔ کیوں دماغ تمہارے علاوہ کسی دوسرے کو سوچ ہی نہیں رہا۔" اپنے کمرے میں بیڈ پر دراز بالاج سکندر نے اپنی سوچوں کو ڈپٹا۔

" اس کی شادی ہو جائے گی بالاج سکندر ہوش کے ناخن لو۔" اندر سے آواز آئی اس کا ضمیر اسے جھنجھوڑ رہا تھا۔

"تو ہو جائے مجھے کون سا فرق پڑتا ہے وہ دوسرے کسی کو تو بھا سکتی ہے لیکن بالاج سکندر کو نہیں۔۔۔" وہ بہت دیر سے اس کو سوچ رہا تھا اس کا کام کرنے کو بھی دل نہیں کر رہا تھا

کہ بار بار وہ لڑکی اس کی سوچوں پر غالب آجاتی۔ وہ چاہ کر بھی جان نہیں چھڑا پایا تو کام بند کر کے اسے سوچنے لگا اور پھر دل اور ضمیر کی جنگ ہوئی اتنی زیادہ کہ ہر بار کی طرح اس دفعہ بھی اس کا دل فتح ہو گیا جو اس بات کی گردان کر رہا تھا کہ وہ لڑکی اس کے لیے اہمیت رکھتی جا رہی ہے۔

"جیا سکندر سونے دو مجھے۔۔" سوچوں میں غلطاں اس نے جیا سکندر کے تصور کو ڈپٹا لیکن ایک بار پھر سے اس کی ہنسی گونجی تھی ہر جانب اور پھر وہ اسی کے خیال کے ساتھ نیند کی وادیوں میں گم ہو کر رہ گیا

"یااللہ خواب میں بھی افف۔آپ سے روزانہ کسی حسین خواب کی دعا کر کے سوتی ہوں لیکنپھر بھی ہر بار کی طرح آپ اس کھڑوس سوری بالاج کو بھیج دیتے ہیں۔" دھیمی آواز میں بڑبڑاتی وہ کوفت سے نیند سے بیدار ہوئی۔

منہا دوسری جانب کروٹ لیے سو رہی تھی۔

اس لیے وہ دھیمی آواز میں بولی۔۔

"آپ نے دیکھا نا اللہ تعالیٰ وہ کیسے مجھے خواب میں بھی ڈانٹ رہے تھے ہمیشہ ڈانٹتے ہیں وہ۔کل میری منگنی کی تاریخ طے ہونی ہے پلیز اللہ تعالیٰ ان کو میرے خیالات سے دور بھگا دیں نا۔" وہ اب بھی اپنے رب سے ہمکلام تھی۔جب اس کے پاس کوئی نا ہوتا کہنے اور سننے والا تو وہ اپنے رب سے باتیں کرتی تھی۔

کچھ ہی دیر میں مؤذن کی صدا بلند ہوئی تو وہ اٹھی اور نماز کی نیت سے وضو کرنے چلی گئی۔

انمول ملک ڈھلتے سورج کے وقت اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑی تھی ایک ہاتھ میں چائے کا کپ تھامے اس کی نظریں نیچے موجود انیکسی کی جانب تھیں۔جب اسے دوسری طرف سے ملک آتا ہوا دکھائی دیا اس کا زخم ابھی پوری طرح سے بھرا نہیں تھا اس لیے اس کا بازو پلستر میں قید تھا۔

بالوں میں ہاتھ پھیرتے اس کی نگاہ اوپر کی جانب اٹھی اور پھر تو جیسے پلٹنا ہی بھول گئی۔آج اتنے دنوں بعد وہ اسے دیکھ رہا تھا۔

سفید رنگ کا جوڑا پہنے اس کے بال ہوا کے ساتھ پیچھے کی جانب اڑ رہے تھے۔وہ ٹھہر کر اس قدرت کے شاہکار کو دیکھے گیا انمول نے بھی اپنی جگہ سے ہلنے کی غلطی نہیں کی تھی وہ بھی اسے دیکھ رہی تھی۔لیکن اتنی دور سے اسے اس کی ہیزل گرین آنکھوں میں کوئی جزبہ نظر نہیں آیا یا پھر وہ کمال کی اداکاری کرتا تھا اس نے دل میں سوچا۔

"ہاں انمول میں ایک اداکار ہی ہوں" ملک کے بھی دل نے صدا بلند کی۔ بالکنی میں کھڑی وہ ملک کو ڈھلتی شام کا حصہ معلوم ہوئی تھی۔اس کا دل اس بات پر ایمان لے آیا کہ اسے کھو کر وہ اپنا بہت بڑا نقصان کر چکا تھا۔

"ملک۔ تم نے تو مجھے آزادی بخش کر عمر بھر کا وہ غم دیا ہے جو ساری زندگی مجھے اندر ہی اندر کھاتا رہے گا۔" انمول نے ایک ہاتھ سے چہرے پر آتے بال پیچھے کیے۔

"یہ غم ہجر کا حصہ ہے انمول اسے ہمارے بیچ آنا ہی تھا۔" ملک نے جیسے اس کے سوال کا جواب دیا تھا۔انمول ملک کی آنکھوں میں کرچیاں ابھری۔

"لیکن محبت تو شراکت داری برداشت نہیں کرتی تو پھر تمہارے اور میرے بیچ یہ جدائی کیوں۔" اس کا دل تو ملک نے اس دن ہی مار دیا تھا جب اسے آزادی کا پروانہ تھمانا چاہا تھا۔ لیکن وہ اس دن سے اس چار دیواری کے بیچ قید ہو کر رہ گئی تھی۔

"آپ کو میری طرح اس کو قبول کرنا ہوگا انمول۔ شاید ہمارا انجام یہی تھا۔" ملک کا دل جیسے تمام جوابات دینے کے ارادے رکھتا تھا۔ لیکن ایک دم اچانک سے وہ انیکسی کے اندر گم ہو گیا۔

طنزیہ مسکراہٹ نے انمول ملک کے لبوں کا بسیرا کیا وہ سختی سے آنکھیں میچ گئی لیکن اس بار کوئی آنسو نہیں گرا تھا کیونکہ وہ تمام آنسو اپنے اندر اتار چکی تھی۔

جہانداد ملک نے اس کو کمرے سے تو رہائی دے دی تھی لیکن وہ اس دن سے حویلی سے باہر نہیں نکلی تھی۔

"جی تو پھر اگلے مہینے کی پندرہ تاریخ کو جیا اور راحم کی منگنی کر دیتے ہیں آپ کا کیا خیال ہے معید صاحب۔۔" نصرت بیگم اور راحم آج منگنی کی تاریخ لینے آئے تھے لینے کیا وہ تو خود ہی تاریخ بتا رہے تھے معید سکندر نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ثانیہ بیگم بھی ان کے ساتھ ہی بیٹھی ہوئی تھیں۔ جبکہ جیا اور منہا کچن میں تھیں۔

اور رہی بات بالاج کی تو وہ آج بھی گھر پر نہیں تھا کوئی ضروری کام تھا اسے یا شاید

اب کی بار وہ بہانہ کر رہا تھا۔

"مبارک ہو پھر آپ سب کو۔ اب منگنی کی تاریخ طے ہو ہی گئی ہے تو کچھ جہیز کے

متعلق بھی بات چیت ہو جائے ظاہر ہے بھئی تیاری میں وقت تو لگتا ہے

نا۔" نصرت بیگم نے ان دونوں سے اجازت چاہی۔ جبکہ راحم بھی ادھر ادھر

نظریں گھمار ہا تھا

جی ضرور آپ لوگ اگر لسٹ۔.."

"لل۔ لسٹ یہ رہی لسٹ ہم نے بنا کر رکھی ہوئی تھی پہلے سے ہی۔" نصرت بیگم

نے معید سکندر کی بات بیچ میں ٹوکتے جلدی سے لسٹ نکال کر سامنے کی۔

ثانیہ بیگم تو شرمندہ ہو کر رہ گئیں۔ معید سلندر نے لسٹ پڑھنی شروع کی

www.novelsclubb.com

ایک گھر۔گاڑی اور ساتھ میں ملازم بھی رکھ کر دیتے ہیں۔جہیز کا سارا سامان اور سکندر سن آف انڈسٹریز میں راحم کے لیے اچھی پوسٹ۔۔

معید سکندر نے لب بھینچ کر ان دونوں ماں بیٹا کی جانب دیکھا جو بے خبر بنتے ادھر ادھر دیکھنے میں مصروف تھے۔تبھی باہر گاڑی کا ہارن سنائی دیا۔

"بہن مانا کہ لڑکی کو جہیز دیا جاتا ہے لیکن اتنا سب کچھ دیکھ کر تو آپ کا لالچ نظر آرہا ہے آپ میری بیٹی کو بیاہیں گی یا لاٹری سمجھ کر رکھیں گی۔"ثانیہ بیگم نے ان کے لالچ پر چوٹ کی۔وہ دونوں ماں بیٹا گڑبڑا گئے۔

بالاج بھی گھر کے اندر داخل ہو چکا تھا

"جیا۔جیا ایک گلاس پانی پلادو۔۔"وہ شاید سمجھ رہا تھا کہ مہمان جا چکے ہونگے اس لیے کچن میں کھڑی جیا کو حکم دیتے وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھا جب اسے لاونج سے ثانیہ بیگم کی آواز آئی وہ دروازا کھولتا اندر داخل ہوا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہاں تو آپ کی بیٹی کو کون سا سرغاب کے پر لگے ہیں۔ارے آپ کو تو شکر کرنا چاہیے کہ ہم آپ کی بیٹی کو بیاہ رہے ہیں۔"ان کو تو پتنگے ہی لگ گئے تھے۔بالاج نے نا سمجھی سے پہلے اپنے ماں باپ کو دیکھا اور پھر جیا کو جو پانی کا گلاس ٹرے میں رکھے دروازے پر ایستادہ تھی۔

"کیا مطلب ہے آپ کا ہماری بیٹی میں کوئی عیب نہیں ہے جو آپ ایسی باتیں کر رہے ہیں۔۔"ثانیہ بیگم اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔انہوں نے جیا کو بیٹی سے بڑھ کر چاہا تھا اور اس وقت ان کے اندر غصے کا بھونچال آ گیا تھا۔

بالاج کی بھی پانی کے گلاس پر گرفت سخت ہوئی کسی بھی غلط کام سے خود کو باز رکھا جبکہ جیا بھی وہیں سر جھکائے کھڑی تھی۔منہا شور کی آواز سن کر وہاں آ گئی تھی۔

نصرت بیگم اور راحم بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ساتھ ہی معید سکندر بھی کھڑے ہو گئے وہ اس عورت کے منہ نہیں لگنا چاہتے تھے ورنہ اتنی سی چیزیں تو وہ اپنی بیٹی پر سے وار کر پھینک دیتے۔

www.novelsclubb.com

"ارے عیب نہیں تھا تو اسے اپنے بیٹے سے کیوں نابیاہا۔میں بتاتی ہوں یقیناً اس نے کوئی نا کوئی گل کھلایا۔۔۔"سر جھکائے کھڑی جیا نے اپنا آنسو صاف کیا اور یہیں بالاج سکندر کی بس ہوئی تھی

"انفففف۔"گلاس زمین پر پٹکتے وہ دھاڑا تھا جیا اور منہا سہم کر پیچھے ہٹ گئیں۔

"اپنی زبان کو لگام دیں آپ۔اس الزام تراشی کا جواب مجھے بہت اچھے سے دینا آتا ہے۔۔۔"وہ ان کے مقابل جا کھڑا ہوا تھا۔

معید سکندر نے اسے روکنا چاہا لیکن وہ آپے سے باہر ہو رہا تھا۔

"تمہارے پاس کوئی جواب نہیں ہے بالاج سکندر کیونکہ شاید تم بھی اس کی اصلیت سے۔۔"بالاج نے ایک زوردار پنچ اس کے جبڑے پر مارا۔

راحم کے منہ میں خون کا ذائقہ گھل گیا تھا۔نصرت بیگم نے بالاج کو پیچھے ہٹانا چاہا۔

"ایک لفظ اور نہیں۔۔"اس کا گریبان جکڑتے وہ ایک بار پھر سے دھاڑا تھا۔راحم کا خون کھول اٹھا اس تزلیل پر۔

"اتنی ہی پاکیزہ اور بے عیب تھی تو خود کیوں نا کرلی تم نے اس سے شادی۔"اپنا گریبان اس کی گرفت سے آزاد کرواتے وہ باز نہیں آیا تھا۔جیا نے غصے سے اس کی جانب دیکھا۔

"کرلوں گا میں اس سے شادی۔۔تم سے پوچھ کر نہیں کرنی۔دفعہ ہو جاؤ یہاں سے ورنہ دھکے مار کر نکالوں گا۔" گریبان چھوڑتے بالاج نے اسے باہر کی جانب دھکیلا۔

www.novelsclubb.com

"چل بیٹا چل یہاں سے ایسے ذلیل لوگوں میں رشتی کرنے سے بہتر ہے تو کنوارا ہی مر جا۔"منہ میں جو آیا وہ بولتی نصرت بیگم نے راحم کو بازو سے پکڑ کر اپنے ساتھ چلایا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دروازے میں کھڑی جیا پر ایک نخوت بھری نظر ڈالتے وہ دونوں وہاں سے چلے گئے۔

بالاج نے چہرے پر ہاتھ پھیر کر اپنا غصہ کنٹرول کرنا چاہا۔

معید سکندر گہری سانس بھرتے صوفے پر بیٹھ گئے۔

"ایسے پنچ اور گھٹیا لوگوں میں رشتہ کر رہے تھے آپ لوگ جیا کا۔ کم از کم تھوڑی سی تو جانچ پڑتال کر لینی چاہیے تھی آپ کو۔ اور تم بہت شوق ہے تمہیں یوں سج دھج کر۔۔۔ شو پیس کی طرح لوگوں کے سامنے آنے کا۔" معید اور ثانیہ بیگم سے بات کرتے آخر میں اس کی توپ کا رخ جیا کی جانب تھا جو ہونٹ کاٹتی اپنے آنسو روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔ بالاج کی بات پر ایک پر شکوہ نظر ان سب پر ڈال کر وہ اپنے کمرے میں بھاگ گئی۔

"چلو جی۔شروع ہو گیا اس کا ڈرامہ۔" بالاج نے کوفت سے کہتے صوفے پر سیٹ سنبھالی اور منہا کو اس کے پیچھے جانے کا اشارا کیا۔وہ ہاں میں سر ہلاتی اس کے پیچھے چلی گئی۔

"بہت غلط بات ہے بالاج آپ کو اسے ڈانٹنا نہیں چاہئے تھا بچی کو دکھ ہوا ہو گا۔"ثانیہ بیگم نے بالاج کی کلاس لی۔

"چھوڑیں آپ اسے اور ایک بات میری کان کھول کر سن لیں۔۔آج کے بعد آپ کو جیا کے متعلق ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں ہے۔اس کے رشتے کی زمہ داری آپ مجھے دیں۔"وہ بولا

"اچھا بیٹا جی اور یہ تم نے ابھی کیا بات کی تھی۔کہ تم کر لو گے جیا سے شادی۔۔۔۔(توقف کیا) کیا تم واقعی اس سے شادی کرو گے۔"معید سلندر کی آنکھیں چمک گئی تھیں بالاج کی بات پر۔۔بالاج نے چونک کر ان کی جانب دیکھا۔اس نے ایسا کب بولا تھا وہ اسے یاد آیا۔

"یااللہ۔" ٹھنڈی آہ بھرتے وہ ان کے خیالات پر پانی پھیرتا وہاں سے باہر نکل گیا۔ جبکہ معید سکندر ثانیہ بیگم کی جانب دیکھ کر مسکرادیے۔ان کی نظروں میں چھپے مفہوم کو سمجھتی ثانیہ بیگم بھی مسکرادیں۔

"اللہ کرے جیسا آپ سوچ رہے ہیں ویسا ہی ہو۔" انہوں نے دل سے دعا کی تھی جیا کے لیے۔

بیڈ پر دراز انمول ملک کی سماعتوں میں دروازا کھلنے کی آواز پڑی تو وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ سامنے ہی جہانداد ملک کمرے میں داخل ہورہے تھے۔

"کب تک یہ سوگ منانے کاارادہ ہے تمہارا۔ویسے تمہاری اس اداسی کا حل نکال لیا ہے میں نے۔" جہانداد ملک نے اس کے سامنے بیڈ کی پائنتی کی جانب بیٹھتے اس سے کہا۔بے شک انمول کی یہ حالت انہیں اندر ہی اندر گلٹ میں مبتلا کررہی تھی۔

"کیسا حل۔۔"اس کے ہونٹوں سے پژمردہ سی آواز نکلی تھی۔ناجانے اب کون سا حل ڈھونڈ لیا تھا انہوں نے۔

"میرے ایک پرانے بزنس پارٹنر کے بیٹے کا رشتہ آیا ہے تمہارے لیے۔لڑکا بہت اچھا ہے لندن سے ایم بی اے کر کے آیا ہے۔"انہوں نے حل بتایا اور انمول ملک کو لگا وہ اس کی باقی ماندہ سانسیں نکال لینے کی بات کی ہو۔

"کبھی نہیں بابا سائیں میں ایک دفعہ پہلے ہی اپی بات مان چکی ہوں لیکن آپ میرے ساتھ یہ سب نہیں کر سکتے۔میں کبھی کسی دوسرے سے شادی نہیں کروں گی سن کیں آپ۔"وہ پہلی مرتبہ ان کے سامنے چیخی تھی جہانداد ملک نے خود کو قابو کیا ورنہ وہ اس کی بدتمیزی کبھی برداشت نہیں کرتے

"تمہیں میری بات ماننا پڑے گی انمول ملک۔کیونکہ تمہاری زندگی کا فیصلہ میں کروں گا تم نہیں تمہاری من مانیاں میں پہلے بھی بہت برداشت کر چکا ہوں۔"وہ اپنی بات کہتے باہر جانے لگے۔

"آپ کو سنائی نہیں دیا میں نے کیا بولا میں یہ شادی کسی قیمت پر نہیں کروں گی۔
چاہے آپ میری جان ہی کیوں نا لے لیں بلکہ آپ تو اس چیز کا بھی حق نہیں
رکھتے۔" وہ ایک بار پھر سے چیخی تھی۔

جہانداد ملک نے آگے بڑھ کر اس کا منہ اپنے ہاتھ کی سخت گرفت میں لے لیا۔

" بلکل تمہیں جان سے مارنے کا میں کوئی حق نہیں رکھتا وجہ جاننا چاہتی ہو کیوں۔۔
چلو آج تمہیں تمہارے سوالات کے جواب دیتے ہیں۔۔" انہوں نے انمول کو
اپنے ساتھ کھینچا اور کمرے سے باہر نکل گئے۔

حویلی کی عقبی جانب بنے طے خانے کی جانب بڑھتے انہیں مومن ابراہیم نے دیکھا
تھا اور وہ فوراً ملک کو آگاہ کرنے کے لیے بھاگا۔

سیڑھیوں سے اترتے جہانداد ملک نے آ کر ایک کمرے کا دروازہ کھولا۔

انمول حیرانی سے اس جگہ کو دیکھ رہی تھی وہ یہاں پہلی مرتبہ آئی تھی۔ جس کمرے کا دروازا کھولا گیا وہ گھپ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا شاید ہی آج تک وہاں کوئی آیا ہو۔

دروازا کھلنے سے کمرے میں چوکھٹ سے آتی روشنی پھیلی۔ انمول ملک کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس روشنی کی سیدھ میں کوئی گٹھڑی کی مانند بیٹھا ہوا تھا۔

"پچیس سال انمول ملک۔۔ پچیس سال۔۔" انمول نے چونک کر جہانداد ملک کو دیکھا تو مطلب وہ اس کی جان نہیں لے رہے تھے بلکہ ایک ایک کر کے اس کی سانسیں لے رہے تھے۔ اسے تباہ کر رہے تھے آج اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ اسے اپنے ہی وجود سے نفرت محسوس ہوئی۔

"یار منہا مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔" جیا نے منہا کا ہاتھ تھامتے ایک بار پھر سے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

"یار کیا ہو گیا ہے تمہیں انہوں نے کوئی ضروری بات کرنا ہو گی تم سے اسی لیے بلا رہے ہیں تمہیں۔۔" منہا نے بھی سو بار کی کہی بات کر کے اس کو ریلیکس کرنا چاہا۔

جیا اب پہلے سے کافی بہتر تھی جس میں سب سے بڑا کا تھ منہا کا ہی تھا جس نے اسے اپنی شادی کی تیاریوں میں الجھا کر رکھا ہوا تھا کیونکہ آج سے پورے ایک مہینے بعد اس کی رخصتی تھی جس کے لیے سب ہی بہت خوش تھے۔

ایسے میں آج صبح جیا کو بالاج کا میسج آیا۔ایک کیفے کی لوکیشن کے ساتھ اسے پورے دو بجے وہاں پہنچنے کا پیغام آیا تھا اور تب سے وہ خوفزدہ تھی۔

ناجانے اب اس سے کیا گناہ ہو گیا تھا جو اسے بلا رہا تھا وہ۔منہا اس کو مطمئن کر رہی تھی کہ پریشان مت ہو لیکن وہ مزید پینک ہوئی جا رہی تھی۔

نیلے رنگ کا جوڑا پہنے وہ تیار تو ہو چکی تھی لیکن منہا نے زبردستی پکڑ کر اسے اچھا خاصا تیار کر دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم بھی ساتھ چلو پھر۔" جیا نے آخری حل پیش کیا۔

"مم۔میں لیکن بھائی نے تو تمہیں بلایا ہے نا۔تو تم اکیلی ہی جاؤ میں نہیں جا رہی۔" وہ صاف انکار کر گئی تھی۔جیا نے وقت دیکھا۔دو بجنے میں آدھا گھنٹا باقی تھا۔اسے اب نکلنا چاہیے تھا۔

"کبھی بات نہیں کروں گی میں تم سے۔" ہ،ساسے اپنی ناراضگی کا اظہار کرتی وہ اپنا ہینڈ بیگ اٹھاتی باہر نکل گئی۔

پیچھے منہا اس کے چہرے کے زاویوں کو دیکھتی ہنس دی۔یہ ناراضگی زیادہ دیر کی نہیں ہوتی تھی۔

----

www.novelsclubb.com

وہ اس کیفے میں بیٹھا کب سے جیا سکندر کا انتظار کر رہا تھا۔آس پاس لوگوں کی بھن بھن جاری تھی۔اسے شدید کوفت ہونے لگی تھی کیونکہ وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے وہاں بیٹھا ہوا تھا۔

اور تبھی اس نے سامنے سے آتی ہستی کو دیکھ اپنی آنکھیں بند کیں۔شاید اس کا وہم تھا اور اب دوبارا آنکھیں کھولنے پر وہ خیال چھٹ جائے گا

اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ آنکھیں کھولیں لیکن یہ اس کا وہم نہیں تھا حقیقت تھی جو شاید آج پھر اس کے سامنے آگئی تھی اس کا دماغ ماضی کے جھمیلوں میں کھونے لگا تو اس نے اپنے بے اختیار ہوتے خیالات کو ڈپٹا۔

"آہ۔۔بالاج سکندر۔۔واٹ آ پلیزینٹ سرپرائز۔""" وہ شاید آگے بڑھ رہی تھی لیکن بالاج کو وہاں بیٹھے دیکھ وہ اس کی جانب آگئی۔

وہ آج بھی ویسی تھی کچھ بھی نہیں بدلا تھا اس میں۔"حریم ناز" ہاں وہ ویسی ہی تھی جیسا وہ تھا وہ تو کبھی اسے بھول ہی نہیں پایا تھا۔

"لانگ ٹائم نو سی۔۔ مسٹر بالاج سکندر۔" ڈھیلی سی شرٹ پر چست پینٹ پہنے وہ اس کے سامنے کرسی کھینچ کر براجمان ہوئی۔

بالاج پہلو بدل کر رہ گیا۔ کتنے دعوے کیے تھے اس نے دوبارا ملاقات کے لیکن اب اسے سامنے دیکھ کر وہ سب کچھ بھل گیا تھا۔

"ہم لانگ ٹائم۔ کیسی ہو؟" وہ بات نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن تماشا بھی نہیں بنا سکتا تھا

"ہائے ظالم مت پوچھو ہم پر کیا بیتی۔ آہ" ایک ادا سے کہا تھا اس نے بالاج کو بیتے ماہ و سال یاد آئے اس کے ساتھ گزرے وہ خوشگوار لمحات یاد آئے لیکن وہ سر جھٹک گیا۔

"اوکے نہیں پوچھتا۔" وہ کندھے اچکا کر کرسی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

"اوہ کم آن بالاج ڈونٹ پریٹینڈ لائک آسٹرینجر۔ہم دونوں اچھے دوست رہ چکے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر۔۔"وہ بات ادھوری چھوڑ گئی۔یقیناً مقابل کو بات سمجھ آ چکی تھی۔

"ہم اچھے دوست تھے۔وہی دوستی جس کو تم لات مار کر گئی تھی حریم ناز۔"وہ کیسے بھول سکتا تھا۔آج تک اسی بات نے تو اسے تکلیف دی تھی۔

"یاد ہے تم مجھے حری بلاتے تھے تمہیں مجھے اس نام سے بلانا بہت اچھا لگتا تھا۔"جان بوجھ کر پرانے لمحات کھینچ لائی تھی وہ بیچ میں۔بالاج کو اس پر شدید تاؤ آیا

"ہاں لیکن تھا۔اور اس وقت مجھے تمہاری شکل تک دیکھنا پسند نہیں آ رہا۔"ضبط سے جواب دیا تھا بالاج سکندر نے اور چاہ کر بھی اپنی نخوت چھپا نہیں پایا۔

"ہاہا۔ویسے بہت مزے میں ہو تم تو۔اور ایک میں،"حریم ناز نے ٹھنڈی آہ بھری

"تمہیں کیا ہونا ہے بلکہ تم جیسی لڑکی کو ہو ہی کیا سکتا ہے اچھی بھلی تو ہو تم۔" بھلا اسے ہو بھی کیا سکتا تھا وہ تو شادی کر کے آگے بھی بڑھ چکی تھی۔

"ہم بٹ زندگی میں کچھ مشکلات آگئی ہیں تمارے جانے کے بعد۔۔" وہ بولی

"مثلاً؟؟" بالاج کو حیرت نہیں ہوئی تھی۔

"میری شادی ہو گئی تھی آج سے تین سال پہلے لیکن وہ شخص دھوکے باز نکلا مجھے محبت کے جال میں پھنسا کر خود کسی دوسری عورت سے عشق معشوقی کرتا رہا۔" اس نے دیکھا کہ بالاج اس کی بات نہیں سن رہا یا یوں کہا جائے کہ وہ اسے برداشت کر رہا تھا لیکن وہ بھی ڈھیٹ مہا ڈھیٹ تھی۔

"اوپوزیٹ کرو اس کا۔ وہ نہیں تم شاید تم ایسی نکلی اور اب وہ تمہیں چھوڑنے والا ہے۔" یقیناً وہ شخص کتنا عظیم ہو گا جس نے اسے اپنایا ہو گا لیکن یہ تو سدا کی دھوکے باز تھی اسے بھی چونا لگا دیا ہو گا اس نے۔ بالاج کی نظریں باہر لگے دروازے پر

تھیں۔وہ اسی جانب دیکھ رہا تھا جب شیشے کے اس پار کسی کا عکس ابھرا بالاج نے حریم کو دیکھا وہ بول رہی تھی۔

"ایسی بات نہیں ہے۔اور وہ مجھے کیا چھوڑے گا میں خود اسے چھوڑنے والی ہوں۔"شیشے کے اس پار کھڑے زی روح نے ان دونوں کو ساتھ بیٹھے دیکھ لیا تھا۔ اسے غصہ آیا شدید والا ہاتھ کی مٹھیاں بھینچ لیں۔بالاج نے بے چینی سے اسے دیکھا

"اچھی بات ہے ایسے ٹاکسک ریلیشن کو ختم ہونا چاہیے۔"اس نے بات رفع دفع کرنے کے انداز میں کہا

"ایسا رویہ تو مت رکھو میرے ساتھ میں جب سے پاکستان آئی ہوں تمہیں ڈھونڈ رہی ہوں اور دیکھو کتنی آسانی سے تم آج مجھے مل گئے۔"وہ جانتا یہ بھی اس کی منگھڑت کہانی ہے لیکن وہ اسے سن ہی کہاں رہا تھا۔

"کیا چاہتی ہو۔؟"حریم ناز کی آنکھیں چمکیں۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں۔۔میرا مطلب کہ تم آج تک مجھے بھول نہیں پائے یہ بات مجھے معلوم ہے۔اگر تم مجھے بھول چکے ہوتے تو اب تک آگے بڑھ گئے ہوتے نا کہ میری محبت کو پیروں کی زنجیر بنا کر وہیں کھڑے ہوتے۔"شیشے کے اس پار موجود عکس نے پیر پٹکا اور غصے سے نتھنے پھیلائے واپسی کے لیے قدم بڑھا دیے۔بالاج اسے دیکھتا رہ گیا۔ایک لمحے کے لیے جیسے کسی نے اس کے دل پر پیر رکھ دیا۔

وہ اٹھ کھڑا ہوا حریم ناز کی باتیں اور اس شخص کا برتاؤ اس کا سکون غارت کر گیا تھا خیر اسے تو وہ گھر جا کر پوچھے گا۔

حریم بھی س کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی۔بالاج نے جبڑے بھینچتے اس کی جانب دیکھا۔

اور ایک قدم آگے بڑھا دیا

"میرے سوال کا جواب دو؟"اسے وہاں سے جاتے دیکھ وہ تڑپ کر بولی تھی۔

بالاج نے اپنا قدم واپس لیا اور اس کے مقابل کھڑا ہوا۔

"میں نہیں جانتا تمہارے دماغ میں کیا خناس بھرا ہوا ہے۔ لیکن ایک بات یاد رکھو حریم ناز کہ بالاج سکندر کبھی اپنا تھوکا چاٹا نہیں کرتا۔ رہی بات موو آن کرنے کی تو ہاں میں تمہیں بھول نہیں پایا اور نا ہی کبھی بھول پاؤں گا لیکن تم سے کس نے کہاں کہ میں وہیں پر کھڑا ہوں۔ چچ۔ چچ۔ میں بالاج سکندر آگے بڑھ چکا ہوں اور جلد ہی شادی بھی کرنے والا ہوں۔"" کمال کا جواب دیا تھا اس نے حریم ناز کے لب حیرت سے واہ ہو گئے

"کک۔ کس۔ سے کس کے ساتھ کرنے والے ہو تم شادی۔؟" پہلے اسے لگا کہ شاید سننے میں غلطی ہوئی ہے لیکن بالاج سکندر کے چہرے کے سپاٹ تاثرات نے اسے سوال کرنے پر مجبور کر دیا۔

"جیا سکندر کے ساتھ۔۔۔۔" گریبان میں اٹکی عینک آنکھوں پر لگاتے وہ ایک ادا سے اس کے سامنے سے غائب ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"جیا سکندر۔" یہ نام ہاں یہ وہی تھی بالاج کی کزن تو کیا وہ واقعی میں اس سے شادی کر رہا تھا۔ حریم ناز سوچ رہی تھی اور پھر وہ ہاتھ پر ہاتھ مار کر رہ گئی۔ اچھی بھلی ہاتھ لگی آسامی بھی وہ گنوا بیٹھی تھی۔۔

☺_______________________☺

جاری ہے

www.novelsclubb.com